

مقتدی

سیخ معبود پیام الدن (قائم) چاند پور ضلع بھدور کے رہنے والے تھے ان کا نام مختلف تذکرہ نویسوں نے کسی قدر اختلاف سے لکھا ہے مثلاً میر صاحب اپنی (کتاب السعرا) میں اور میر حسن اپنے تذکرے میں معبود دائم لکھتے ہیں۔ علی ابوالہبم اور 'الطف' نے بھی اسی کی تقلید کی ہے۔ مصنفی نے قیام الدن علی لکھا ہے۔ کرداری بھی معبود دائم ہی لکھتا ہے کھال اور گارساں دیاسی وایم الدین مباتے ہیں۔ لیکن اصل نام معبود قیام الدین ہی ہے، جیسا کہ خود انہوں نے اس تذکرے کے شروع میں لکھا ہے۔ میر صاحب اور مصنفی ان سے ذاتی طور پر واقف تھے۔۔۔

اگرچہ 'قائم' چاند پور کے رہنے والے تھے لیکن ملارمب نے سلسلے میں "دوسرے" سے ان کا رہنا دلی میں ہوا۔ ساہ عالم داسا نے جھپٹ میں وہ ساہی توپ شاہ کے فاروہ ہو گئے۔ چنانچہ وہ تذکرہ بھی اسی زمانے میں لکھا شروع کر دیا تھا جب کہ ان کا قیام دلی میں تھا۔ جب وہ دلی پہنچے ہیں تو میر بقی، خواجہ میر درد، سودا و عمرہ جیسے ماکھال استاد وہاں موجود تھے اور اردو سافری سناہ پر تھی۔ کہتے ہیں کہ ابتدا میں خواجہ میر درد سے اصلاح لی مگر کچھ دنوں بعد مرزا رفیع السون کے قلمد کا سرب حاصل کیا آراہ آب حیات میں لکھتے ہیں کہ "یہ اول ساہ ہدایہ کے ساگرد ہوئے" ان سے

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

اپنے اُن مہربان معاونین کی فہرست مرتب کر رہی ہے جو اس بات کی عام اجازت دیدیں کہ آئندہ جو کتاب انجمن سے شائع ہو، وہ بغیر اُن سے دوبارہ دریافت کئے بغیر ہوتے ہی اُن کی خدمت میں بدرجہہ وی۔ پی روانہ کر دی جایا کرے۔ ہمیں اُمید ہے کہ قدر دانانِ زبانِ اردو ہمیں عام طور پر اس قسم کی اجازت دیدیں گے کہ اُن کے اسہائے گرامی اس فہرست میں درج کر لیں اور انجمن سے جو نئی کتاب شائع ہو فوراً بغیر دوبارہ دریافت کئے روانہ کر دی جایا کرے۔ یہ انجمن کی بہت بڑی مدد ہوگی اور آئندہ اسے نئی نئی کتابوں کے طبع کرنے میں بڑی سہولت ہو جائے گی۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے معاونین جو اردو کی ترقی کے دل سے بھی خواہ ہیں اس اعانت کے دینے میں دریغ نہ فرمائیں گے۔ ان معاونین کی خدمت میں کل کتابیں جو آئندہ سے شائع ہوں گی وقتاً فوقتاً چوتھائی قیمت کم کر کے روانہ ہوں گی۔

الہ ————— شہ ————— تہر

انجمن ترقی اردو۔ اورنگ آباد (دکن)

لیکن کچھ عرصے بعد جب امور سلطنت میں احنال پھلا
 ہوا اور اس و امان اور فارح الہائی حامی رہی تو وہ باکمال
 بھی جس کی نواب لالی لالی تھی، انگ ایک کر کے رخصت
 ہوئے ایک اور وہ صحنوں کو سحر و سخن کی جاں پہیں ہوا
 و حیاں ہو گئیں۔ قائم بھی دل برداسدہ ہودو وطن چلے آئے اور
 کچھ دنوں تباہی میں نواب مہدی دار جاں کی سرکار میں
 بسر کی۔ مہدی بھی اُن دنوں اسی سرکار کے مہوسل تھے۔
 دنوں کی ملاقات نہیں ہوئی۔ مہدی لکھتے ہیں کہ اُس
 وقت وہ لباس درویشی میں تھے۔ نواب بڑی فصاحت سے اہل علم
 کی سرپرستی کرتے تھے اور سحر و سخن سے خاص دلون رکھتے
 تھے۔ چنانچہ قائم نے اپنی عہدے ایک مقطع میں اس کی
 طرف اشارہ کیا ہے۔

دیکھ دو قائم رکھے اللہ بہت سا اے 'امیر'

مہدی ساہو میاں ہیں جس نے سجدہاں اقلے

امیر نواب مہدی یار جاں کا بخلص دیا ہیں ماما سے زیادہ
 نہ رہتے پائے تھے کہ یہاں رہی اللہ لال روہا ہوا جو ہمدردیاں
 میں اس وقت ہر جگہ بپا تھا۔ قائم محذور ہو کر رام پور چلے
 گئے اور نواب فیض اللہ جاں والے رام پور کے بہتے اچھ یار جاں
 نے اُن کی کچھ مددخواہ مقرر کردی اور موحی حدیب اعلم
 دیتے رہے۔ لیکن اس مددخواہ میں اُن کی بسر نہ ہوئی تھی
 حب زیادہ پر بساں ہوئے تو لکھتے پھپھچے اور راحہ تکبیر
 راے سے اپنے وطن کے عامل کے نام سقے اور پرواے حاصل کئے
 تاکہ اپنی مدد بھی ملک اور یومیہ بحال کرائیں اس میں

انسی بگڑی کہ ہنسو کہی - بھٹک یہ ہے کہ شاہ موصوف
 باوجودیکہ حق سے زیادہ خاکساری طبع میں رکھتے تھے مگر
 انہوں نے بھی ایک قطعہ اُن کے حق میں کہا - پھر حواضہ میسر دارک
 کے ساگر ہوئے اُن کے حق میں بھی کہہ س کے الگ ہوئے -
 پھر سررا کی حدسب میں آئے اور اُن سے پھرے 'سررا تو سررا تھے'
 انہوں نے سیدھا کیا اگرچہ اس تذکرے میں انہوں نے مہا
 ہدایہ، اللہ ہدایت اور حواضہ میسر دارک دونوں کو بہت بھرپور
 کی ہے اور کہیں ملال کا اظہار نہیں کیا لیکن اپنی ساگر دی
 اور مسورے کا بھی ذکر نہیں کیا - البتہ ان کا دواں دیکھنے پر
 ایک عرل میں ان اسعار بظاہر آئے جس سے اراد کے قول کی
 تصدیق ہوتی ہے -

حضر دارک کی خدمت میں مہرا نے*
 عرض دی ہوں کہ اے اُسٹاد رہاں ملتے ہو
 امر ہووے تو ہدایت کو کروں میں سیدھا
 واں سے ارشاد ہوا یہ کہ میں ملتے ہو
 راست ہوتے ہوں کسو سے بھی کدھی کسج طہمت
 دیو ملتے ہے کہیں شاہ کماں سنتے ہو

سررا کے حال میں بھی اگرچہ اپنی ساگر دی کا اشارہ نہیں
 کرتے، مگر ذکر اس طرح سے کیا ہے جو ایک سعادت مند ساگر
 کے سایاں ہے - اور اپنی عرل کے ایک مقطع میں تو صاف صاف
 اس کا اقرار کیا ہے

(قائم) یہ فیض حضور (سودا) ہے ورنہ میں
 طرحی عرل سے (میر) کے آنا تھا نہ کہیں

* اصل نسخہ میں اسی طرح لکھا ہے یہاں کئی لفظ رد کیا ہے -

ریحہ کو کی نظم کا نہیں یہ اسلوب ہے ، راقم
آتم کو دو طور گونائی کا اس سخن آفریں کے
بہایب مرقوف ہے ۔

آوا کی رائے ہے کہ

’ ان کا دیوان ہر گز میر و مرزا نے دیوان سے
نیچے نہیں رکھ سکتے مگر کیا کیجیے کہ قہر عام
کچھ اور سے ہے ’ سہرت نہ پائی ۔

میر ’ حسن ’ فرما ہے کہ

”طرحی بطور طالب آملی میماند مشغول ہاںسیار
تغیث و سے در ہاے صافی ستمند کہ کیے کم گنبد۔“

دربم الدین (فیلی) کی رائے ہے کہ

”عجب طرح کا ساعر حوصلہ گفتار ، بلند مرتبہ
موزوں طبع ، عالی مہنداز ہے کہ اس کی ذرا ذری
اچھے اچھے ساعر نہیں کر سکتے .. . بعض بعض
آدمی جو کہ اس کو ’ سودا ’ سے بہتر کہتے ہیں
حق یہ ہے کہ سچے ہیں اور بعضے کم مایہ اور
نے استعداد جو اس کو برابر ’ سودا ’ کے گنتے ہیں
خیال سودا اور دیوانگی کا کرتے ہیں۔“

بغلاف اس کے شیعہ کی رائے میں انہیں ’ سودا ’ کا ہم پلہ
سمجھنا سودا ہے ۔ التہ وہ ان کے قطعات و رباعیات کی
نہایت دیرینہ کرتے ہیں ۔

اس میں شک نہیں کہ ’ قائم ’ نہایت بڑا ساعر ہے ، لیکن اسے
میر و مرزا کا ہم رتہ کہنا سرا سرا نا انصافی ہے ۔ اس کا

انہیں کامیابی ہوئی مگر رام پور پہنچتے ہی اہل نے آگیا اور
سند ۱۲۰۸ھ میں انتقال کر گئے ۔

اں کے سند وفات میں یہاں اختلاف ہے ۔ مصحفی نے وفات
کا کوئی سند نہیں لکھا صرف ادعا لکھا ہے کہ رام پور سے
انتقال کی خبر پہنچی مصحفی کا ہندسہ ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ھ
میں لکھا گیا ہے ۔ علی ابراہیم (اور اطع) قبل اور کریم الدین
نے سند ۱۲۱۰ھ بتا دیا ہے ۔ ’سبعہ‘ اور بعض اور ہدکرا دوسوں نے
یہی اسی کو نقل کر دیا ہے گاوساں داسی نے سند ۱۲۰۷ھ
لکھا ہے ۔ ’حرآت‘ نے ’فائم‘ کے انتقال کی تاریخ اس
سور سے نکالی ہے ۔

حرآت نے کہی یہ دو کے تاریخ وفات یکتائی کے ساتھ
' فائم ' ہندو دسہر ہندی برہمی کہا کہئے اب آؤ

اس موضوع سے سند ۱۲۰۸ھ ہی نکلنے ہیں اور
یہی صحیح ہے ۔

' فائم ' کی ساعری کی سب ہدکرا دوسوں نے تعریف کی ہے
اور اکثر نے میر و سرا کے بعد اسی کو مانا ہے بعض نواسے
' سودا ' سے بھی تڑا کر مانتے ہیں ۔ مصحفی لکھتے ہیں ۔
” در ہندوئی نلام و چسپی مصراع عرب و رومیہ
صدیقہ و مبدوی و ہدکرا سوانی رواج رسامہ
دوش بدوش اسناد رازہ می رود ، بلکہ در بعض
مقام علیہ می جوید “ ۔

علی ابراہیم نا اطع کہتے ہیں ۔

” سچ تو یہ ہے کہ بعد سودا اور میر کے کسی

طائفۂ سوم میں متاخرین کا ذکر ہے۔ اگرچہ میر تقی میر نے بھی اپنے تذکرۂ نکات الشعراء میں دکن کے شعرا کا ذکر کیا ہے، لیکن دائم نے اس کا زیادہ اہتمام کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

’راید دانست کہ چون من رنجدہ داراں وقت ار محل اعتبار
ساقط ہوں‘، ’بہاراً علیہ ہیج کس بر تو عل آں اقدام بسی ہود‘
این دوسہ چار بیت کدائی کہ بلام اساندد سندر مرقوم است
اعلم کہ سبشای بطوس ہرے پیش داسد اما بعد اویں
بلاد دکن در عہد عبداللہ قطب شاہ کہ با سہدوراں نہ محبت
و ہواسا پیس ہی آتہ رنجدہ گعیں بریاں دکھدی ہسار
رواج گرفت۔“

اگرچہ عبداللہ قطب شاہ کے عہد سے اس کی ابتدا قرار
دینا صحیح نہیں کیونکہ اس سے قبل سلطان قلی قطب شاہ
اور محمد قلی قطب شاہ حوٹ پڑے ساعر گزرے ہیں، تاہم
’دائم نے دکنی ریختے کو خاص اہمیت دی ہے۔ اگرچہ وہ اس
ساعری کے زمانہ فاضل نہ تھے، چنانچہ ان کا شعر مسطور ہے۔

قائم مہن عول طور کھا دیکھتہ وردہ

ایک باب لچر سی بریاں دگلی بھی

دائم نے طائفۂ اول کی ابتدا سیخ سعدی شیرازی سے
کی ہے اور لکھا ہے کہ اس پر چھپور کا انشا ہے کہ حب سیخ
سعدی گہرات میں تسرب لائے اور جیسا کہ ’نوستاں‘ میں مذکور
ہے سومنات کی معاوری دو بہاں ریاں سے واقعی حاصل کر کے
ایک دو عربیوں ریختے میں لکھیں۔ اگرچہ یہ صحیح نہیں

کلام ہر صفحہ میں موجود ہے۔ عربی، رماہی، قطعہ، مثنوی، قصیدہ، ترکیب بدیع، تاریخ، سب کچھ کہا ہے۔ ہجو کہتے اور معش نکلتے ہیں وہ اپنے استاد کے ہم پلہ ہے۔ ممدوح مثنویاں لکھی ہیں، جن میں بعض قصے سلیسے سے نظم کئے ہیں، قصیدوں میں بھی رور پایا جاتا ہے۔

اکثر تذکرہ نویسوں نے اُن کے تذکرہ شعرا کا ذکر کیا ہے، حوا اب تک ثابت نہا اور اب سائنس کیا جاتا ہے۔ 'مائم' کا دعویٰ ہے کہ اس سے قبل کوئی تذکرہ شعراے ربیعہ کے بیان میں نہیں لکھا گیا۔ یہ دعویٰ صحیح نہیں معلوم ہو سکتا کیونکہ اس سے نو چار سال قبل میر تقی میر اور علی الحسینی انگریزی نے اپنے تذکرے لکھے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ 'مائم' کو ان تذکروں کی اطلاع نہ تھی لیکن تاآنکہ سبزمکر کا یہ کہنا کہ 'مائم' نے جو اقتباسات ربیعہ کے شعروں کے لیے دیے ہیں، وہ وہی ہیں جو کردیزی کے تذکرے میں پائے جاتے ہیں، صحیح نہیں ہے۔ دونوں تذکرے ہمارے سامنے ہیں، اسرار کے اندراجات اور حالات دونوں مختلف ہیں۔

حوا اب نے اس تذکرے کے لئے ایک قطعہ تاریخی لکھا تھا جس میں مادۂ تاریخ 'معین کاب' دیا، قائم کو یہ مادہ پسند آیا اور تذکرے کا یہی نام رکھ دیا۔ اس سے سمجھنا چاہیے کہ ۱۱۹۸ھ تک لکھا ہے۔ اس میں 'مائم' سہی ۱۱۷۱ھ شعرا کے تذکرے ہے۔ اگرچہ یہ تذکرہ معاصر ہے، مگر بعض حالات کے لحاظ سے بہت قابل قدر ہے۔ قائم نے اسے نین حصول میں تقسیم کیا ہے طبعہ اول میں مقدمہ میں کا، طبعہ دوم میں ممدوحین کا اور

حاصل ہوتی ہے —

دائم بے اپنے تذکرے کے ساتھ اپنے کلام کا انتخاب بھی دیا ہے ، لیکن یہ انتخاب بہت ہی کم ہے اور وہ بھی الٹ کے چٹ سہر ہیں ۔ اسی لئے ہم یہاں اس کے کلام سے کچھ اور اسعار بھی طرح کرتے ہیں تا کہ وہ سب فہم اُس کے کلام کی خوبی کا اندازہ کر سکیں —

لیکن انتخاب سے قبل ایک بات میں اور کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض نظمیں سودا اور قائم دونوں کے کلیات میں مشترک بائی جاتی ہیں ۔ مثلاً موسم سرما کے ہندو میں جو مثنوی ہے اور حس کا مطلع یہ ہے —

سردی اب کے برس ہے اہلی سدید
صبح نکلے ہے کاسبتا حور شید

دونوں کے کلیات میں بے کم و کاسب طرح ہے لیکن یہ نظم عموماً سودا کی ہے کیونکہ اسی کے ساتھ ہی دوسری مثنوی موسم گرما کے ہندو میں موجود ہے۔ لیکن صدر حس کے تذکرے کے اندر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے 'قائم' ہی کی مثنوی خیال کرتے ہیں۔ ایک اور طویل عسقیہ مثنوی حس کا پہلا شعر یہ ہے۔ —

الہی شعلہ ان کر آنہ دل تب دل دے بقدر خواہش دل

لطف یہ ہے کہ مثنویوں کے آخر میں سودا کے کلیات میں سودا کا اور دائم کے کلیات میں قائم کا تعارض موجود ہے۔ اس سے صحیح فہم کرنا اور بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ مگر ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ مثنوی قائم ہی کی ہے جو عاطفی سے سودا کے کلیات میں طرح ہو گئی ہے۔ اسی طرح اور کئی مثنویاں

معلوم ہونا، لیکن سعدی کے نام سے دو الگ مشہور عربی
 فارسی اردو کی ملی جلی چلی آرہی ہے، اس کی نسبت عام
 طور پر یہی خیال تھا کہ سید سعدی سیراری کی اصابت ہے
 میر صاحب نے اپنے تذکرے میں اس خیال کی تردید کی ہے۔
 سعدی کے بعد امیر خسرو کا ذکر کیا ہے اور پھر دوسرے قدیم شعرا کا۔
 ہر طبقے کے شروع میں اُس طبقے کے شعرا کی خصوصیات
 کا مختصر ذکر کر دیا ہے اور اُن کی رائے اس بارے میں بہت
 خوب اور سائب ہے۔ بعض بعض شعرا کے کلام کے متعلق بھی
 رائے کا اظہار کیا ہے لیکن نہ بہت کم ہے۔ اس خصوص میں
 میر صاحب کے تذکرے کو دقیق حاصل ہے۔ یہاں صاف اور
 سیدھا ہے، عبارت آرائی اور نسبت و استعارہ سے کم کام لیا ہے
 تذکرے نے آخر میں قائم نے اپنا ذکر بھی مختصر طور پر کیا ہے
 جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ”ہر چند او باسعدی گان تصنیف چاندپور
 اسب اما اردو شعور ناباں حال بدوسل نوکری نالساہی
 بدارالحلاوت ساہتہاں آبان گذرا بدہ“۔ اس سے روایات اس
 تذکرے میں اُن کے حالات کے متعلق کچھ نہیں ملتا۔ اس سے
 اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ دہلی سے رخصت ہوئے سے قبل ہر
 یہ تذکرہ تحریر میں آگیا تھا، کیونکہ اس کے بعد ہی وہ لکھتے
 ہیں کہ ساہی انتظام میں حالی آجائے کی وجہ سے میں نے شعر کا
 ارادہ مصمم کر لیا تھا، لہذا فرصت کو غنیمت سمجھ کر ان
 حالات کو قلم بند کرنا شروع کر دیا۔

قائم کی ساعری کے ساتھ یہ تذکرہ بھی نلا سید قابل ودر
 ہے اور اس سے اردو شعرا کے حالات اور کلام کے متعلق بہت

چھپا کر نرے کوچے سے گزرا میں لوگ دالہ ایک عالم کو حشر کر گیا
 تو ملک مالہ دو پہاچھا دسا رات میں ہی کشتہ الدہ کا تر کر گیا
 پوچھہ نہ قائم کئی کیونکہ عسر حوں ہوا ایک چاند دسر کر گیا

ملک جو دیے دو حدائی دو لے نہ اب 'قائم'
 وہ دن گئے کہ ارادہ نہا بادشاہی کا

بے دماغی سے نہ اس تک دل رنجور گدا
 مرتدہ عشق کا یہاں محسن سے بھی دور گیا

برنگ طائر ہو ہم اسیر اے صیاد
 وہ ہیں کہ حق کا گلوں بوج آسیانا تھا
 معاملہ یہ ہے دل کا اے کہے کا وہ کما
 پیامبر کے ہضیں آپ ساندہ جانا نہا
 یہ سچ کہ چھوٹ ہے دعوائے دوستی لیکن
 کدھی ہضیں بھی دو اک بار آسانا تھا

رشد فرقت اسلام رہا ساری عسر
 حیف پر یہ ہے کہ میں آپ مسلمان نہ ہوا
 دیکھہ متکو کد سلیمان کا دیا دور محض
 ایک چور تھی سے یہ میں دسب و گردیاں نہ ہوا
 تھا دل تازہ میں پر حیف کہ نصرت بد سے
 رامت گرشٹ دستار مریراں نہ ہوا

ہیں میں چھوڑتے چھوڑتے دھبے اور حکایتیں سلطوم کی ہیں
دوروں کے کلام میں مشترک پائے جاتی ہیں۔
اصناف

فائم کے پہلے ہیں شعر عام طور پر مسطور ہیں اور بہت
مقبول ہوئے ہیں۔

درد دل کچھہ کہا نہیں حایا آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا
کچھہ اگرچہ توتا ہو کہا جائے ہم ہے سوجھ
کچھہ مصرعہ داں نہیں کہ بگایا نہ جائے گا
وسعت کو دیکھہ توتی ہے جاکر کہاں کہتا
کچھہ دور اپنے ہاتھ سے حب نام رہ گیا
سے بھگہ یہ وہ بہار رہی اور نہ یہاں وہ دل
کہنے کو نیک و بد کے ایک الوام رہ گیا
اتھہ جائے گھر ہمہ مدح سے پردہ حجاب کا
دیرا ہی پھر ہو نام ہے ہر ایک حداب کا
کھوں چھوڑتے ہو درد نہ جام سے کشو
درا ہے نہ بھی آخر اسی آفتاب کا
ایسی ہوا میں پاس نہ ساقی نہ جام سے
روبا بکھا ہے حال یہ ہم سے سہاوا کا
اس دشت پر سراب میں بہتکے بہت یہ حیف
دیکھا تو دو قدم یہ تھکانا تھا آہ کا

پہر کے حو وہ شوح نظر کر گیا تیر سا کچھہ دل سے گزر کر گیا
حاک کا سا تھیم سر رہا ہوں میں قسا دلتے عمر سفر کر گیا

بہیں کہتا میں دل ترک نہا یہ جتنی ہو سکے الٹی ہوئی کر
 صریح سامہاں پر ہوئے ہا فل نہ اے بلبل انتہہ خار و حس کر
 بہار ہمد ہے 'قائم' کوئی دس اے جوں گلی پیارے بات ہمیں کر

ہے بے اثر ایسی ہی جو اپنی کشش دل
 جی لے ہی کے چھوڑے گی یہ ایک دن حلس دل
 تھا بپو محبت آمد میں کوئی اس کی کہ ساکا
 لیے جائے نہ گھر سے کہیں باہر طہش دل
 رہر آب و ہلاہل سے جو کچھ کام نہ نکلا
 دے کئے میں ئی خون جگر پرور ہی دل
 کس طرح کوئی گذرے نرے رہے پھا رہے
 ہر کام پر اس کو چہ میں ہے چپقلش دل
 ہاتھوں سے دل و دیدہ کے آیا ہوں بہت سنگ
 آنکھوں کو روؤں یا میں خروں سروش دل

اب کے جو یہاں سے جائیں گے ہم پھر نکلے نہ منہ دکھا ئیں گے ہم
 مشکل ہے نہ آنا نکھ گلی سین پر یہ بھی سہی نہ آئیں گے ہم
 جو آگے کہا کئے ہیں تھے سے سو اب کے وہ گر دکھا ئیں گے ہم
 ایسا ہی جو دل نہ رہا سکے گا ٹک دور سے دیکھ جائیں گے ہم
 آرد وہ ہو پیر سے 'گور یہاں اس عہدے سے نہ آئیں گے ہم
 گوریت ہے تھے بلک دوپہر کھا صدقے نرے سر ہی جائیں گے ہم
 حوں چاہئے چاہ کا سر شتہ جیتے ہیں تو کر دکھا ئیں گے ہم
 اس پر بھی اگر ملیں گے تو حیر 'قائم' ہی نہ پھر کھائیں گے ہم

۱۔ ظالم دو مہروی سادہ دلی پر تو رحم کر
 روٹھا تھا دیکھ سے اپ ہی اور آپ ہی من گہا
 کچھ آج دل پہ یہ وحشت کا رنگ ہے صہاد
 درے قمیص سے چمک سجدہ پہ تلک ہے میان
 گرفتہ طبع جو محتسبا چھتا دمس سے دو گہا
 دھائی حس دی اسپری کا رنگ ہے صہاد
 نہ گل نکا نہ بلبل چمک میں نے سرا
 مری حلاصی میں اب کیا درنگ ہے صہاد
 تمس کی تلنگی سے میں ہی نہ تلک ہوں 'قائم'
 مری بھی تلنگیء حالت سے رنگ ہے صہاد

کی کس کی نگاہوں نے یہ ناظر ہوا پر
 چلی ہے حویہ برق سی شمشیر ہوا پر
 حی میں ہے مریاں آج نگہ کی تری تو پہن
 کیچھ قلم برق سے نکدیر ہوا پر
 مت قصر کو ہستی کے گرا' دیکھ کہ عاقل
 مانک حجاب اُس کی ہے دھیر ہوا پر
 کب تک ہوں درنگ تعلق میں سمک روح
 کہنچسپی ہے کوئی رنگ سے تصویر ہوا پر

بے شغل نہ زندگی بسر کر کر اشک بہیں تو آہ سر کر
 دے طول امل نہ وقت پیڑی ہوئی صبح سناہ مستصر کر
 کچھ طرفہ مری ہے زندگی بھی اس سے جو توئی چھا سو مرکز

زبان عشق شکست سے لال ہے ورنہ
ہم ایک گیلے کے ترے سو جواب رکھتے ہیں

حسن معنی چاہئے، نہ نہیں ظاہر بھیج ہے
دیا کرے اس گل کو لے کے کوئی کہ جس میں سو نہیں
مذتوں اہل حرم پر حکم رانی کی ہے یہاں
کہا ہوا کہ مے کدے میں آج ہم کو رو نہیں
حو برو دو دن کسی کے ساتھ کر لیں احتلاط
پر حو یہ چاہو کہ یہ ہووےں کسوئے سو نہیں
وضع درواں کو حو سامد دوست ہے 'قا تم' نہ ہو
ہر کس و ناکس سے دب چلنا یہ اپنی حو نہیں

ہم سری اس قدر غذا سے ہے اے سرو علط
نو بھی ہو چلتا ہے سوروں پہ بہ انداز کہاں
دل سے رحمت ہو بس اے خواہش دلگشت کہ اب
باب و مدار کدھر 'طلاعت' پر وار کہاں
ہمت عشق وہ ہو حسن خط و حال میں بلد
صیف ہر سورو و مگس ہو تے ہیں سہار کہاں
'نائم' اس ناع میں دلیل ہو بہت ہیں لہکن
دل گھلے د اے سے جس کے وہا ہم آوار کہاں

مگر اس کے کہ حوت روئے، اور ہم دل کا کوئی علاج نہیں
اب بھی قیامت ہے دل 'یگوشہ چشم' انہی یہ جلسہ بے رواج نہیں

’قائم‘ جگہ ہے دو بے کی یہ حالت ندامت
 اس صحن گلستان کے وہ ہیں دل فگار ہم
 کہتا صبا کے پاس کا سی کر درگاہ
 آموش گل میں ہوتے تھے بہت بے قرار ہم
 کیا جانتے تھے کہ یہ اک دن بھٹے گی داؤ
 اس مرتبہ کو ہو ٹھن گئے بے اقتدار ہم

میرا سالب دلہنت کہاں سرع چس میں
 گل کتروں ہوں سہ رنگ کے میں طرہ سحر میں
 قربت میں مرا حال جو دیکھے ہے دو لقا صف
 دہار نہ کہو اسے بہاران وطن میں

ایک جاگہ یہ نہیں ہے مٹھے آرام کہیں
 ہے مہذب حال سرا صبح کہیں شام کہیں
 پائے دیوار سے پھر میری طرح وہ نہ اتھا
 جس نے دیکھا تھے یک بار سر نام کہیں
 مڈر تقصیر بھی چاہوں گا میں اس سے اے دل
 تک تو حاسرہں ہو دینے سے وہ دلدل کہیں
 مزم کمنے کا ’قائم‘ دو‘ کیا ہے لیکن
 دھن سے کہو نہ وہاں حاتمہ احرام کہیں

ایک آب و تاب مہ و آفتاب رکھتے ہیں
 یہ روکشی کی تری کم وہ تاب رکھتے ہیں

نہ دل بھرا ہے نہ اب دم رہا ہے آنکھوں میں
 کبھو جو روے ہیں حوں حم رہا ہے آنکھوں میں
 میں مرجھا ہوں پہ تھوڑے ہی دیکھنے کے لئے
 حساب وار تِلک دم رہا ہے آنکھوں میں
 وہ سحر ہوں کہ مثال حجاب آئینہ
 حکر سے اشک نکل ہم رہا ہے آنکھوں میں

حوں شمع دم صبح میں یہاں سے سحری ہوں
 تیک مدحطر حلدس ناد سحری ہوں
 حاتا ہوں! میں حیددھر کو رہا ملے پہ پیرے ہے سحر سے
 گویا کہ میں گرت قدم رہا گلداری ہوں
 نے گریٹ سب ہوں میں نہ آہ سحری ہوں
 جوں نانگ حرم نیم نفس ہے اُتری ہوں
 دیکھا نہ میں حو سایہ ہاروے شکستہ
 حرمں رہا حوں حسرت ہے نال و پری ہوں
 میں پھر میں اپنے میں ساتا نہیں جوں گل
 حس وقت سے آمادہ پئے حاسہ داری ہوں
 سو حفر سے کم حوصلہ وہاں جی سے گئے ہوں
 جس دشت حطر ناک کا میں رہا گزاری ہوں
 حوں سرو رکھا سنگ حواسے سحر آراں
 مرہون تیرا جی سے میں اے ہے سحری ہوں

حم رہا ہے دل اگر تو شاد ہوں یہاں کی شادی پہ آگے ساد ہوں

کونے چرات تو اے طالع کہ یہ دل کا دھڑکا ہے اصلاح نہیں
دو دھپاں بھی ملے بوس ہے ہمیں یہاں کچھہہ اُنسی بواختیاج نہیں

مجلس سے سے مشانہ ہے حراباں جہاں
جان کر یہاں دو بہو مسست وک ہستیار نہیں
مے کی توند کو مددست ہوئی قائم لیکن
ہے طالب اب بھی ہو مل جائے نہ انکار نہیں

جو قری دریدہ نہ دے دیکھے ہیں دونوں مالم بے دھڑے دیکھے ہیں
ہوں ہم اشک، تو کس سے ہے حفا یہاں کوئی پل میں گرے دیکھے ہیں
درد دل کیونکر کہوں میں اس سے ہر طرف لوگ گھرے دیکھے ہیں

یہاں کا لگا شوال کو بسا عشرہ فی جمع کا
ہمیں ساتھ آئے سے حس دن ہم اُس دن عہد کرتے ہیں
مراج حس ہے اہل عشق کا حلیے کے عالم میں
جالتا ہے جو اُن کو اس کی یہ بائید کرتے ہیں
نہ کام سر دلے رکھے جو صیغہاں میں سوتے ہیں
جسے چاہیں اسے اک حام میں حبیب خاک تے ہیں
حبیب کچھہہ ساسلہ میں عشق کے تحقیق حاصل ہے
وہ کب محنتوں سے ہر گمراہ کی تقلد کرتے ہیں
نہ حالے کہتے کس قالب میں 'قائم' درد دل اُس سے
نہیں دلتی داناں سے دل میں جو تمہید کرتے ہیں

آدھے خزاں چمن کی طرف گھر میں رو کر دوں
 کچھ کرے گلروں کو صبا گر میں رو کر دوں
 'قائم' یہ جی میں ہے کہ بقیہ سے شیعہ کی
 اب کے جو میں ساز کر دوں ہے وطن کر دوں

یوہیں رہتی ہو اور گل نہی یوہیں
 ہو چہ ہر بات پر خفا بھی یوہیں
 کچھ نہ ہم کو ہی بھاگیا ہے طور
 واقعی یہ کہ ہے مرا بھی یوہیں
 صید کدھشک سے نہ ہاتھ اُٹھا
 آئے پھنس جائے ہے صبا بھی یوہیں
 کیوں نہ روؤں میں دیکھ حلقہ گل
 کہ ہسے نہا وہ ہے وفا بھی یوہیں

مکاہوں سے نکا ہیں سامنے ہوتے ہی جب لڑیاں
 پکپک کھل گئیں دوسری طرف سے دل کی بھر کلیاں*

کمال حگ میں سوار دار ہے یہ سچ
 یہ مار کر لے کو اسماں میں کچھ کمال بھی ہو

عاشق نہ تھا میں بلبل کچھ گل کے رنگ و بو کا
 ایک اُس ہوگیا تھا اس گلستان سے معکو

تا کچھا امتحان ہے کہ شمع
 دل ہے آخر یہ کچھہ حسان نہیں
 سمجھیں سارے کمال حصر سے
 لہکے دل کو کچھہ اعتقاد نہیں
 صوں کہا عہد کیا تھا رات
 ہمدی کے کہائے لگا یہ یاد نہیں
 ہو چکے کسی سے داد حواہ بتاں
 اس ستم کی جہاں میں داد نہیں
 یار اگر چاہتا ہے دے 'قائم'
 حان کچھہ دل سے تو زیادہ نہیں

حوں شمعہ بھرا ہوں سے لیکن
 مستی سے میں اپنی بے خبر ہوں
 جو کہئے سو یہاں سے ہے فروتر
 کہا حالے میں کسی مقام پر ہوں

نو بسا دن کہ مجھ اس سے ملاقات نہیں
 لیک جی چاہے ہے جوں ملے کو وہ بات نہیں

ہوس ہے عشق کی اہل ہوا کو ہم تو سیاں
 سلے سے نام محبت کا زود ہوتے ہوں

عبت ہوں نامعنا ہم سے زحود رفتوں کی تدبیر میں
 رکے ہے بصر کک گو روح سے ہوں لاکھ رجہ میں
 ہسارو آہ سے آگے سو پتھر صوم ہوتے تھے
 یہ کیا چالے وہ اب کیدھر گئیں نالے کی تاثیر میں
 گریہاں کی تو 'قائم' مدتوں لہجئیں ازائی میں
 یہ حاضر جمع اس دن ہوئے جب سہلے کو ہم چہرہ میں

دوے اس ہم کدہ میں آج کس کس کو یہاں
 دیکھیے بطور کے اپنے اک خدائی کہا ہوئی
 گو کسی حالت میں ہو میں سمجھوں انوں قہر
 ہے تو ہو' وہی یہ تھی کربانی کہا ہوئی

خوں سوچ میرا قاتلہ قاتل ہے سفر سے
 کیا حالے کہاں جائے کا آقا ہے کدھر سے
 کس رات میں خوں گل نہ ہوا خوں لہو میں
 کس دن نہ نہری گود میری لہکتی جگر سے
 وہ خار پتھری رتہ اس شامت میں میں ہوں
 پالا ہے جسے آبلہ لے خوں جگر سے

دردم اس پھشش بہتا کو کہا کہتے ہیں شمع
 دل دیا دھکو تو ہم لے کچھ گلہ کاری نہ کی

اگرچہ صبح تلک ہندو نہ گرم سکن
 یہ کہہ سکا نہ کچھ اس سے میں بات مطلب فی
 سوائے دل شکنی سب مباح ہے یہاں شمع
 حشر نہیں تھے رندوں کے دین و مذہب کی
 سوال بوسہ جو 'قائم' کہا میں شب تو کہا
 کہ کھچے چھپو کہوں اور جائے اس تھب کی

د م قدم تک ہے ہمارے ہی حلوں کی رونق
 اب بھی جو چوں میں کہوں شور فغاں ملتے ہو

تک تو جاموہی دکھو منہ میں رساں سنتے ہو
اپنی ہی کہتے ہو میری بھی میاں سلگے ہو
سنگ کو آب کر بس پل میں ہمدردی نا نہیں
لیکن امسوس یہی ہے کہ کہاں سلگے ہو
حشک و تر پھونکتی پھرتی ہے سدا آتش عشق
بچھو اس آنچ سے اے پیرو حواں ملتے ہو

کچھ لکھوں سرور دل آچے سے اُسے اے قاصد
جاے کاند ہو اگر نال و پر پروانہ
شمع تک جاتے ہو دیکھا تھا میں اس کو 'قائم'
پھر نہ معلوم ہوئی کچھ خبر پروانہ
'قائم' مسکھہ کے بولہ تو آپ کے حضور
بیمارے معاملت ہے سخن آشنا کے ساتھ

یک شب دیکھی جن نے وہ دلف لاکھوں دیکھے دور سیاہ
اتنی تو مت ہو حاکم نسیم ہم بھی چمن تک ہوں ہمدرد
کونسی ہے دل پر برق صی آج پڑھیں نظر ہے کسی کی نگاہ
وعدہ کر کے رات کا تم خوب ہی آئے واہ جی واہ
'قائم' سے کوئی ہوئے حفا بلدا حاکم دولت حوالہ

شہنشاہ حق آیا نہ مسکھہ میں وہ کافر ورنہ ہم
پوچھتے ہم سے کہ اب وہ یار سائی کہا ہوئی

ہاے صباں یہ انصاف سے تھرے ہے بعید
 یہاں تلک کھجے ستم آپہ گرفتار لے ساتھ
 گرچہ بلبل ہوں صدں 'نائم' ولے اس باغ کے بیچ
 ورق کوئی نہ کرے گل کو جہاں خار کے ساتھ

آج اگر نرم میں ہے کچھ اثر پروانہ
 اڑتے ہیں پائے نکل چلے پروانہ
 آتش مشق میں حلنا نہیں ہے گار آساں
 ہر مکتب سے نہ طلب کر جگر پروانہ
 دم سے پر آپہ ہے یہاں شادی و ہم مریک کا
 شام ماتم سے ہے کہا کم سحر پروانہ

ہم فشیں دگر ہار کر کچھ آج اس حکایت سے حی بہلتا ہے
 دل مڑھنک پہنچ چکا جوں اشک اب سنبھالے سے کب سندھوتا ہے
 آج 'فائم' کے شعر ہم لے سے ہاں ایک انداز تو نکلتا ہے

جوں طعل سرشک ارمواں پامال ہوئی سڑی حواسی
 ہر سانس گراں ہے تر یہ میرے اللہ دے ضعف و ناتواںی
 دو چہر ہیں یادگار دواں دہرا ستم اپنی حاشیائی
 ہے رشک سحر پہا سہر نک کو نصیب کہے مری رہاںی

وہ دن گئے کہ لوہو آقا تھا جسم تر سے
 اب لخت دل ہے کوئی یا پارۂ جگر ہے

میں کہا حلق تمہاری جو کمر ٹہتے تھے
 ہم بھی اس کا کہیں کچھہ ڈکر وہاں سلتے ہو
 ہنس کے یوں کہنے اگا چیر اگر ہے یوں بات
 ہوئے کی ویسی ہی جھسی کہ وہاں سلتے ہو

نے ہجر چاہتا ہوں نہ وصل حبیب کو
 یا رب کہیں ہو صبر دل ناشکیب کو
 دے بھی تو آدسی ہیں کہ جن سے تم کو ربط
 کیا شکوہ تم سے ' روئیے اپنے نصیب کو

بہول کر بھی وہ دھن یاد سے جاتا اپنی
 حار کر یاد سے جن نے کہ بھلا یا معکو
 کچھ تو بھی بات حال کی کہ شب ان بے معمر
 فیر کے آتے ہی مجلس سے اتھا یا معکو

جی میں چہلیں تھو جو کچھہ سو گئیں وہ ہار کے ساتھ
 سر پٹکنا ہی پوا اب درو دیوار کے ساتھ
 اک میں حار تھ آنکھوں میں سمہوں کے سو چلے
 لہلو جوہں رہو اب تم گل و گلزار کے ساتھ
 میں دوانا ہوں سدا کا معے مت ٹھہ کرو
 جی نکل جائے گا رنہہر کی چھنکار کے ساتھ
 یا رو کہتے تھے جو تم لالہ و گل ہے سو کہاں
 سر پٹکے تو نہ آیا ہا میں کہسار کے ساتھ

ایک عرصہ دو دہی پر اُس سے دیا رہے کہا کہنے کو باب کو نہ سمجھتے
 قسماً کہ وہ حارہ کی اپنا جو رحم سے نا رُو نہ سمجھتے
 سو حرف ہیں جاہلی سہی لڑکی اُس بات کی ضرورت نہ سمجھتے
 شایاں وہں نہیں وہ دلیل بد دل کا جو رنگ و دھنہ سمجھتے
 سمجھا رہے ہم دو دھکی 'فائم' پُر کپھٹے کہا جو دو نہ سمجھتے

قطعہ و راجعات کی اگرچہ سمجھنے کے عرصہ کی ہے لیکن
 وہ ایسے راجعات عریف کے قابل نہیں، اُن میں زیادہ تر لغتوں
 کے ہمزہ پھیر اور تکرار سے، صوفیوں کی کئی شہیں - جوئے کے
 طور پر ایک قطعہ اور ایک رباعی طرح کی جاتی ہے -

رباعی

فائم جو دو بواب سے دکھ پائیا کہہ سوئے کو جو دباں پر آیا
 سہمہ نہیں کھایا کہ دھیکھا موس کھادا ہے اگر دو دو' نہک کھایا

قطعہ

اندازہ اخلا رکھ سکتی ہیں بعلیہ جو کہے ہے نیک کہہ نہ
 دو گوش نہ رہیں اور دباں ایک نا دو نہ سے ہے ایک کہہ آو

عبدالحق

سکریہ دی انحصار ترقی اُردو

اورنگ آباد (دکن)

فائل قدم کو اپنے رکھو سنبھال کر یہاں
ہر سنگ دھکدھک کا دو ٹاں شیشہ گر ہے

کب نالہ بچے جاں نہیں ہے کب آفت دل فغاں نہیں ہے
کس چشم پہ فتاکوار نہیں حواہ کب دل پہ عین کراں نہیں ہے
ہے کو بسا دم کہ نازہ بوحہ ہر حوش لب و دہاں نہیں ہے
کس عین نہ فل ہرنگ احگر صد آتش ہم نہاں نہیں ہے
کب رات ہوئی کہ چشم برسے جو نالہ دل رواں نہیں ہے
سب کچھ ہے جو چاہئے مگر صبر ایک جلس ہوا کہ یہاں نہیں ہے
بس تا نکسا اتھا نہیں ہم نہاں ہمیں تو ہم صوں حان نہیں ہے
کہتا میں نہیں کہ ظلم ہے نہ پر حرم دو سہر ناں نہیں ہے
سو بات کہوں پر اس کے آگے تو یا ملے میں زباں نہیں ہے
'قائم' سا مزید حواہ ہو حریف کوئی بعد میں قدر ناں نہیں ہے

پہرے زمانہ جہاں تک ہے ہم سے یا نہ پہرے
کسی کے پہرے نہ پہرے سے کیا حد نہ پہرے
فلک دلاے دو ہے ہم کو لہک پہ قار ہے
کہ نلکا سا کہوں آپ ہی نہاں پہرے
ہوا، حریف کہ گلکھوں ہے اس حکم گستاخ
میں حس چس میں یہ چاہوں تھا یہاں زمانہ پہرے

تھی حور یہی کہ رات پیارے تم فہر کی گفتگو نہ سمجھو
سمجھو گے ہمارے بعد ہم کو پر حریف کہ رو برو نہ سمجھو

فهرست مضامین

ردیف	نام شاعر	شماره	نام شاعر	ردیف
۱	طبقه اول	۱۴	خزاتی	۴
۲	سعدی - امیر حسرو	۱۵	احمد گجراتی	۵
۳	طالوری	۱۶	مخزی	۶
۴	محمد افضل - افضل	۱۷	محمود	۷
۵	سلطان عبداله قطب شاه	۱۸	سراج	۸
۶	مرزا ابوالقاسم - مرزا	۱۹	محقق	۹
۷	افضل الدین فیصلی	۲۰	باشم	۱۰
۸	محمد غوث غوثی	۲۱	بالت	۱۱
۹	روحی	۲۲	مرزا ابوطالب - طالب	۱۲
۱۰	سید تجاع الدین نوری	۲۳	شاه ولی الله ولی	۱۳
۱۱	شاه قلیچاں شاهی	۲۴	مرزا عبدالقادر	۱۴
۱۲	میر عبدالقادر - قادر	۲۵	موسوی خان مطرت	۱۵
۱۳	لطیف علی یطینی	۲۶	حواصه عطا	۱۶
۱۴	نهر علی رامت	۲۷	میر جعفر - جعفر	۱۷
۱۵	فقیر الله - آزاد	۲۸	طبقه دوم	۱۸

نمبر	نام شاعر	صفو	نمبر	نام شاعر	صفحہ
۶۳	خواجہ میر درد	۳۸	۸۱	ہاروی ابراہیم خاں	۵۴
۶۴	میر محمد تقی میر	۴۰	۸۲	میر مان خاں	۵۵
۶۵	کو کے خاں خاں	۴۱	۸۳	لالہ مدد این راقم	-
۶۶	میر حسین علی کلیم	۴۳	۸۴	مرزا محمد حسین مخلص	۵۸
۶۷	کرم اللہ خاں درد	۴۵	۸۵	محمد حسن محسن	-
۶۸	میر فرح علی	۴۵	۸۶	میر حبیب علیا	۶۰
۶۹	میاں ہدایت اللہ ہدایت	-	۸۷	سہ قدرت اللہ قدرت	۶۱
۷۰	بدہ سنگ قلب در	۴۶	۸۸	میر الواسع حسرت	-
۷۱	خواجہ اسد اللہ بیال	۴۷	۸۹	نجم الدین سلام	۶۲
۷۲	محمد میر سوز	۴۸	۹۰	لالہ کاسمی ناتھ	-
۷۳	میر حسن علی شوق	-	۹۱	میاں رسالہ جولاں	-
۷۴	محمد نقویہ درد سب	۴۹	۹۲	محمد عارف	۶۲
۷۵	العام اللہ خان یقین	-	۹۳	بہمن	-
۷۶	میر باقر حنین	۵۱	۹۴	شاعلی	۶۲
۷۷	مرزاہ تقی علی فراق	۵۲	۹۵	دلاور خاں بہزنگ	۶۳
۷۸	میر محمد یار خاکسار	-	۹۶	میاں محمدی بیدار	-
۷۹	صلاح الدین تسکین	۵۳	۹۷	میر گھانسی	۶۳
۸۰	میر عبدالحی تاباں	-	۹۸	حیدر علی عشاق	-

نمبر	نام شاعر	صفحہ نمبر	نام شاعر	صفحہ نمبر
۱۵	شیکیپر بہار	۱۲۶	شہزاد مبارک آباد	۱۲۷
۲۶	خواجہ برہان الدین عثمی	۴۶	سراج الدین بلخان کرزو	-
"	محمد علی خشت	۴۸	مصلیٰ خاں کیرنگ	۱۰
۲۰	حکیم بابلیخان تٹا	۴۹	میر سعادت علی سادات	۱۸
"	مستقیم بلخان خشت	۵۰	شہزاد ولی اللہ اتقیات	-
۲۶	راجہ ندرم مخلص	۵۱	محمد شاکر ناجی	۱۹
۲۸	نادر	۵۲	سرف الدین مضمون	۲۱
۲۹	میر سجاد	۵۳	احسن الدین احسن	۲۲
"	فضل علی دانا	۵۴	شہزاد الدین بلخان پیام	"
۳۰	قزلباش خاں اسید	۵۵	میر ناصر ساماں	۲۳
۳۱	اسد یار خان انسان	۵۶	غیرا	۲۴
"	نواب امیر خاں انجام	۵۷	محمد اسمیل بیتیاب	"
۳۲	مرزا گرامی	۵۸	محمد محسن فدوی	۲۴
۳	کترین	۵۹	محمد جاقم عاقم	"
	طبقة سوم		شہزاد بہ الدین تاقب	۱۵
۳۳	میر شمس الدین فقیر	۶۰	میر نکسن بابکباز	-
۳۴	مرزا خانجاما مظهر	۶۱	مراد علی خلی بدیم	۲۵
۳۵	مرزا رفیع سودا	۶۲	جعفر بلخان عمدہ	"

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل في كتاب مصرع موزون قاصد خوابان گراشته ادب ویت
 باحق من ابروئے محبوبان که دل اردستی سرد کاشته اور تحف تجلیات سبحان
 رسالت تاب که ماظم حقیقی دیوان کائنات را بمصدق القیام و لاک میس
 ذات سارکش تدوین نموده و رباعی مدایح اربعه را باچهار یار بست که جوهر سماع رباعی
 عناصر باعث قیام عالم اربع ترنس در موده بصیرت میهن بر سخن طراز این مبدوستان
 و طوطیاں تکرنگ این بوستان صافی و محتف نما مد کمالی آلاں در ذکره سببان اثر ارا
 و احوال شعرائے بجز کمالی تصنیف نگزیده و یا ایس بر ماں بیچ انسانی ارا حرائے
 شوق افراس هموران این فضا سطرے نالیه رسانیده ما بر این فقیر مولف
 محکم قیام الدین قائم بعد کوشش تمام سعی تمام و طاوین اس اغره و اہم آورده
 یارہ ابیات از ہر کدام رسیل یا نگار و ردیل این بیان کہ بنجرین نکات معلوم
 است نقید نظم در آورده برائے اتیار طرز کلام حقائق علمی و کہ تفصیل آن بہتر است
 ترکیب داده شاید کہ مشغول خاطر خطیر صاحب دے گردید و نظر و نظر الانظرے مسطور
 افتد بہر حال التماس کجاعت معنی ستاس آنست کہ این ہیجداں را سمد و سے

نمبر	نام شاعر	صفر	سر	نام شاعر	صفر
۹۹	آفتاب رائے رسوا	۶۲	۱۱۰	سیاں مجدی مائل	۶۴
۱۰۰	شیخ فرزت اللہ رحمت	۶۳	۱۱۱	نصل علی ممتاز	۶۹
۱۰۱	میر بادی	"	۱۱۲	رائے پریم ماتھو آرام	۷۰
۱۰۲	رائے سکھ باقل	۶۵	۱۱۳	آشنا	۷۱
۱۰۳	عبدالولی عرب	"	۱۱۴	یادگار علی سید	۷۱
۱۰۴	میر عبد القدر تبر	۶۶	۱۱۵	غلام حیدر حیدر	۷۲
۱۰۵	میر میراں	"	۱۱۶	لالہ جتوئی رائے شاداب	۷۳
۱۰۶	میر عبدالرسول تارا	۶۶	۱۱۷	لالہ نول رائے وفا	۷۴
۱۰۷	حواجر اکرم	"	۱۱۸	سنتو کھرب یکتا	۷۵
۱۰۸	سلیمان	۶۰	۱۱۹	قیام الدین قائم	۷۷
۱۰۹	مغل بیگ زار	۶۷			

صحت نامہ

صفر	سطر	غلط	صحیح	صفر	سطر	غلط	صحیح	صفر	سطر	غلط	صحیح
۳	۳	لے	لے	۲۱	۱۱	کھا	کھا	۲۱	۱۱	کھا	کھا
۳	۱۸	ہرے	ہرے	۲۲	۱۳	ہتس	ہتس	۲۲	۱۳	ہتس	ہتس
۸	۲	تس	تس	۲۴	۱۷	کڑ	کڑ	۲۴	۱۷	کڑ	کڑ
۹	۱۵	رہ	رہ	۲۵	۱۸	تھا	تھا	۲۵	۱۸	تھا	تھا
۱۳	۵	کھیر	کھیر	۲۶	۱۹	کھیر	کھیر	۲۶	۱۹	کھیر	کھیر
۱۹	۱۱	کھیر	کھیر	۲۷	۲۰	کھیر	کھیر	۲۷	۲۰	کھیر	کھیر

تمہ

در صورت

ماضی فاعل سوری و سوری حقیقت آگاه مانور می آید فاعلی زاده است عظمی
است درین مدیحه و سوره آمد در کار خود و شعر فای سیار بر تپه ای گفت خیا به قضا
طویل الذیل از سره یادگار است گویند و گفته که او السیس بن موسی بن علی بن اقصی
می گویان این صریح رسید "موت شده اسم زار است" سمجست تمامی موسی
سید افتاد و سنهر سحرانی سحاطت می دید ملائکه مذکور سابقه معرفت که دانست بر
ملاقات و رفقه بود و حقیقت حال دار سده مضرع مداشته گفت سحر

و بر سر گذرانے فیصحه بر لطف طبعش آفرین کرد و ارا از او بسیار دوست
یاد داشت و در عمل ریخته طور قد مادر سحره نمود است اما اعلی سولت این یک
سیرت قطع جیب سحره عاقل است سحره که سحره که در سحره سحره سحره
نوری که سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره
رنگ کلاش جیال سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره
خاصه حساب این است تصیباتش سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره
است و سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره
ماتیس مادینه ابره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره

نویسنده

یستة ثانی سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره
ماید و است که چون ریخته در آن وقت اصل اعتبار ساقط بود و سحره سحره سحره سحره سحره
آرام می بود و این دوسه تاریخ است که سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره
نظمش هر یک پیش باشد اما درین مست ملا و کس در عهد عمید سحره سحره سحره سحره سحره
سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره سحره

نویسنده

ایں خدمت مدائے حیرانہ فرمایند وارخطائے رفتہ کہ حواس نشری است انعام
ملایند، سرع کہ ایچ لیس بہتر حالی از خطا بہود

طبقہ اول

طبقہ اول۔ در بیان اشعار شعرائے تقدین۔

طبقہ دوم۔ از اکرام سحرورال متوسلین۔

طبقہ سوم۔ در بیان اشعار و احوال نعلی طرازان متاخرین

طبقہ اول اتفاق جمہور رائے است کہ چون حسرت شیخ سعدی بسراری درہ شکام سیاحت

لطف گجرات تشریف آوردند بہ محاورت سونات چنانکہ در نسخہ لوساں، مکتوبات

بزان این دیار، قوت یافتہ یک دو غزل رحیمتہ کہ بعد ازین مرقوم خواہد شد مع دیگر ابیات

ارسیل نقیض ارتقا و فرمودہ مدد اران حضرت امیرنہ ہاں مناظر اجماعی تعمیرائے سیاحت

بکار رود ہر چہ سلیقہ سخن نجی آن وقت دورا رہاحت رحیمتہ گویان حال است

لیکن بپاس طبیعت شائقاں ہر ضحیٰ دوسہ جار بیت اران انتخاب تبرکات و تمینا

درین مقام تلمی نے کردہ واذ احوال این ہر دور و رگوار چہ زبید کہ مورخین سلف ارکت

تواریخ متداولہ صفا مودہ ادا طہر من افس داین من لاس است

لے مردمان تہر تہا کیسی ریہ ریتہ ہے
ہے ہی برسد کے پر ایسا ریتہ ہے

سعدی طرح انگیتہ شہد و سکر آمیتہ ہے
درینختہ درینختہ ہم متعجب ہے گیتہ ہے

زرگر پسریو ماہ پارہ
کچھ گھڑے سوارے ایکار

نقد دل میں رلود و شکست
آخر نہ گھڑانہ کچھ سنوار

سعدی

مردم آن دایرگزگس آسار ماس دیده قلمی سازد از شهرے شهرے می رود
 بقیت دوسه حارثیش که ازاں حله حله سواس اهل هنداست خلایه احسن بطافے
 است جمانید این اسات ازهاں آون است

تسسم ماں یر جو موج تراب
 یخ حوں مرارے سیو کا
 یکب یڑکے ہاتھ وہاں دیو کا
 محمد بنوشت غوثی تخلص حلف الصدق مولانا قطب الدین قاضی حیدر آباد است
 از معج علوم و فنون شاہ الیہ بود ہمیشہ بدرس و تدریس استقلال اشت گاہ گاہ
 ہندوستان میں ہونے لگی تھی دوسرے سحر ریحۃ فارسی نیز موزوں می گردد در آخر
 ہمدرد طلبہ و شاگردان اور تہمتیں اٹھ کر آئندہ بریار حرمیں سیلین
 ہاں اسے قتل کیا متعذر کر دہم انکا و دیوبند حیاتہ میراں دوست ریحۃ ار
 ہار داسہ خاطر دوسرے

خون

پلکان کے باجھریستی سکل کو کرے
 سب کچھ کر دے ایک شخص دل کو کرے

جی

یوحی تخلص ہر دے ایہ پراہمنے حیدر آباد است روزگارے بہیا و مانیتے گوارا
 راستہ و سلاطین احوال را گاہ احوال ہرزہ را گاہ و ہوشیاں خاطر ان تہ قہ شہ
 می زیستہ در اہل جوانی شہرہ تباری شہولہ آحراراں اندیشہ مار گردیدہ
 رہنما رہبر ہواہ الیہ و لغو و قیامت کلامہ ایہا وینتہ نیمہ از دے اگلا
 دریں شہ نیمگاہ کو مال کو کرے
 پلکان کو میرے ہونکے مقابلہ کو کرے

تیر طبع مردود داشت اکثر در مرتبه حسرت ابی حمداً اللہ الحسین علیہ السلام
می گفت و کتاب بنار قرض طبیعت بحسب العاق و در سیرت جسته جسته در وصف خط
حال غزالان تهرے ہم نمی نوشت خیال می خیزد از دست۔

کسی که بگویند که این محفل کچھ نہیں ہے یکا کچھ ہوں گے بس یہاں جیو بارہا ہے
والکرمستان اس میں کہ در آن وقتے نو اند مردم این دما بر انصار احوال کے
ازینہ اطلاع یافتہ اند مگر معدودے حد کہ در راہ سلطان ابوالحسن بواسطہ تہ
بر افراتند و بارہا ابیات میں اعزہ را وراق یاض اپنے سخن منہاں ہند یہاں طے
نمودند بنامیں ایک گوہ از اسم و رسم ایہا تھا نے باقیست السار اللہ ربانی میں
جبرے ازان مرقوم خواهد شد از مرآت حوصلہ معنی آکا ہاں پوشیدہ مست کہ
دماغ سید اعمال کذا کاؤ دشقت زیار می آمد ہر اسمیہ مقبول و سہلہ الحصول و بدقتید
لکم در کشیدہ در دوسرے کہ افوق طاقت حویا استہ و تحقیق بعض ال نیفا و مسفت
و تھے را کہ دلش تصور نیست ماندینہ طول و طویل را و بداد مرزا ابوالقاسم عم و را
تخلص از مہمو صال سلطان ابوالحسن عرف تانا شاہ عبدالرشک کہ در جوار حیدر آباد
واقع است از را کہ زید و تقیہ عمر لباس فقر ہم بحالہ را این گیسبیت بنام او
تہرب دار و

مرا وہ نو نہال کہ ہرٹ گئے چین دستا تھا جس کے ہاتھ میں الی الی سول جیجا
افضل الدین خان فضل تخلص جمیع مسائل السالی مہر دست تحمیں و شبوہ سخن سرا
مستارہ کار خود بود مرزا ابوالقاسم می گفت کہ میں عزیز نفراش شہے در تقریض
حسن شاہزادہ قسوی پانصد تہہ اس ہمہ مارے ویر کارے موزوں کرڈا است کہ اورا

ابوالقاسم

نکلی

ہر خیز میں سب سول اٹھایا ہے ہات اس پر پھر بھی۔ آرا دکھائے مہبات
عالم میں ہر ایک یہ کہتا ہوگا دکن میں ہے قمارچوں دریدہ جیا
الطف علی لطفی تخلص تاجر دکنی است و دیگر احوال او معلوم نہایت کرکیت
رکائیت میں ایک مہر عام اذموع است۔

میں عشق کے گلی میں گھائل پڑا تھا تلس یہ جو بہا آتا آ کر کھوکھند ل گیا ہے
مہر علی رافت در کمال تیغ و طرات یہ سر خطیب بادشاہی است از غایت
بکسرے در یاد گوئی معاصران خود را بطعن و استہرامی رسامید و پیکس را در برابر
خود مقدار سے کمی نہاد و رے در مجلس بدر بزرگوارت کہ بعض فہمے و کتہ دانی نظیر
نہایت تقریبے ذکر شعر شکلیاں آدھوں در استکشاف سے آں اندکے تامل
کر دہوے ادریشکے رو و گفت جائے فنا یا خطب کا و ایز جس سا سحمان اصواب
از دے مسوع است با جملہ ارو طیرہ استعارت معلوم ہی تو کہ گفت سخاں زرسیدہ
برد او تعالیٰ رحمتیں لکاد

موتے دریا میں ایں کے مین کاں اکں حوہ کہ تمہیں کے وہ نبا کوئش سے ہمسر جوئے
یونچھا دانا سے قبانکے اکھیاں کا لوہو یوں بھی ہما سے سوئے کہ آہستہ روئے
فقیرانہ تخلص نام آزاد از مسطائل الہ حمید را ادا امت ہنوار از معنی سر یادہ
نور کہ مدرس زمت صدارت اکابران محلہ نظر بر ہمیش نمودہ غفر می ہا استشد
جوں حوالہ تدریس واسے رلف مہر سے در سہرت حیدرہ و کارش نا ا رگی ابجا سید
مکان حسین نہایت حالہ روہن می گردید جانیہ میں غریزہ رستہ
مراقی تخلص کہ سندہ احوال میں کما میں اطلع ملازم آں ایام کہ مستعد یا حال

نوری

تیم شجاع الدین نوری تخلص ہر سپہ سالار و مہمات اندک گھڑات است اما تہہ سہم خطرات
 روزگار و حیدر آبادی رزہ آخر حال مہمدہ تلمیم میر درید سلطان ابو الحسن یایہ امیر بادشاہ
 جہ سے منصب بہو و دہا ہی مودہ کہ اتواں میاں روزگار بر تل حیدر نوری و زید
 ششم ساجدہ ارادت است ارادہ شدہ چون بوقتہ این حال سیر بارہ احوال
 شہید بے اطلاع ہمہ کس را رسید آوہ آمد و در تبریک شہرت اقامت اداخت
 و نہال جاگہ و محواریہ قرار

نوری پس کے دل کے گوتے لکھ بہا
 شہ قلیخان شاہی تخلص از متوطن خاک مگر لودہ رستی طبع و رسانی فکر استخرا
 سدا دہ تے ہوسل نوکری باو شاہی در بلد حیدر آبادی گداییدہ آخر حال منصب
 مذبح تاناشاہ معزز و سماجی شستہ اکثر حسب الایما بادشاہ مذکور شعر مرثیہ فکر میکرد چنانکہ
 سانی را بس بجاہ سال اباس و مرثیہ اش در بلاد ہندوستان دست دست کر دیدہ
 اند و بالفعل خوار و اس گوشہ حصول کواعد و سرود و آفریدہ سوا کے این مطلع اشعار

نزل اردو سے سموغ نیرت
 لہا تہیں کاغذ سے کوئی چھوٹ کوئی بچ پکت
 میر عبد القادر قادر تخلص ارادت گاہ سید آباد است تیم عبرت میں دول حسرت گزشتہ
 راست جوں سن تفریش اریخاہ متجادر گردید دوست یکے از متلج انبار کہ دست شے
 شہ شہاب الدین مہر روی می پیوست حرۃ پر شیدہ و آواز مرثیہ سے تفریش بہا
 زات گہرا اسد یاس را بر اعیار سفاست او ست

ریاضی

عمود دار دلی بود هر و با اناقر را سے دیدن سے پدا - الخلافت اماند چوں نس
کلاش ناکر کت صحبت خاطر تیس اناگر دیتے اوکسند دیا چ از رویه اشما
ایں هر و زکره اریید اسب - ار اراد -

کوئی کسی ہی فرما میں ہم ہا ہر نہ آیا
یر جسے یار ملتا ایہا ہنہ نہ آیا

از فرشتے

فرشتے کہتے ہوں اُس آن کا صدمہ کو نظام
کمرے کے سنا خرخر سما آئیں دے سے
احمد گجراتی شعر ہندی ہی گھت ہے ۔ سے از کت دو مرد با تدا علم سنکرت
دھکا کا بولی اشرت ورفن خود سرہ رو گار لو اسکی کہ وسد ہرہ از تہ تس
شنیہ سہ مذاق کلاش بیار دل نہیں است چوں معاہدہ شاہ ولی اشد ولی
بود کاہ کا سے حکم قصہ و ریخت سری نمود خیا خیمہ ایسا رو سیت
از مناجاد است

اندک

سخت و دہوں رجوتیر سے ہم رنگ
کائی اناگر گھر سے اوکسند نکات گئے
یو چنہ تھے کل یاں سے اس کے برجم
س آریہ لاکے سر سے میرے رنگ گئے
احمد تیا میں کیا کیوں اس راہ سن میں
انا ناچر رتے ہے وہ جی یوں نکات گئے
فخر ہی تنفس شمع بود از شاگران ولی بیار صفائی گھت چنا پچہ ار سیاق و
ساق کلاش پید است دیگر احوال معلوم بندہ نیست
دیکھوں میں جسکے تھکا چود نکات
دیکھ لہنہ یار کتے نظر سے کر آفتاب
محمود ہر ار دکن است گویند معاہدہ خیر است لہا با ادیجرت قمار ہم دشت
باز ناظر فتمہ است

نہی

ٹانگ والی کی طرح نہ لٹکا دو کرو
 ریوختن میں ہوتی محروم دل کی مست
 ی سر پہ آہٹ دہ سادہ آیا
 دیکھا حوالہ از بختش نے دیا
 دم کے بدلے روقت نکلم
 زندگی چادر میں نہ لیکس
 ڈالے اکھاڑ کوہ کو جوں کاہ ایسے
 حوروں کو کام کرتے ہیں
 یحیا لگوان میری گوتیں کرے تو
 حمت غیر میں جایا نہ کرے
 دل کہ ہوتی ہے ہمیں بیلابی
 اس کے دھمکاکت ہے نہ تھا
 محنت لطفہ رکھتا ہے شہ طرے میں بکھرتے
 دیکھا ہوں ہے وہ بیلاست
 آج کل کو ہے مایہ سیر کا
 گھر میں گھر کاں چھایا کہ انور نہ تھا
 گامیر کا نہ دل ہوس کو کام ہے
 جس وقت تم میں وہ عجب دہن آئے
 سالہم میں تیرے ہو رہا تو ایسے کاہل

سچ سے قسط ہے درستی کا
 منک لہر در بار ہے رواں عاتق کا
 نہ اندک بیل حال سے اندہ آیا
 ہاں مولا کھلا ہوا سوا نہ کرنا
 رکھنا تو تہہ ہے موت تم
 فائدہ کیا اگر مارا نہیں
 مانس کی آہ سرور کہ ہمیں لکھیں
 کس نگہ میں غلام کرتے ہیں
 لئے کو قیام کے دراموش کرتے
 درو میں دل کو کر ڈایا نہ کرو
 رست کو ہاتھ لگایا نہ کرو
 عشاق کے کس میں کہ اس مگر کو
 حواٹ ہمت آہ ہے جواب آہستہ ہستہ
 خراں کے کچھ کہا ملا ہے
 دروازہ آ رہی کھلا ہے
 یہ ہے گھر میں آتا ہے سنا نہیں آتا
 تجھ رہا کا خیال ہے لاکھ دھرتی
 نظر میں کلیوں کے وہ رہیں آدے
 انسان کو مگر کاہ کہ بچہ پر صحن اوکے

مضمون میں احوال و اختار کہ سائق مرقوم سیدہ ربانی مرزا ابوطالب مسطور مرزا صاحب
 رسیدہ بود و از ایشان علی سبیل ذکر و تذکرہ فقیر معلوم گردیدہ این یک شعرا و طالب است
 ہمنام کے حول ششم سے آلودہ کب کرے وہ یک جیسے گرائی ہے رنگ خلعت
 شاہ ولی اللہ ولی تخلص شاعر است مشہور مولد شاعر است گونید بہ نسبت
 فرد شاہ و چہید الدین گجراتی کہ از اولیائے متاہر است اختصار اداقت و در س
 جل و جوار طوس عالمگیر باد شاہ ہمراہ میرزا و المعالی مام سید پسر سے کہ دانش و تربیت
 ادب و سجاوٹ آباد آنگاہ گاہ، بزمان فارسی و سہ میت و در وصف خط و خاست
 می گفت میں در آجھا سعادت ملازمت حضرت شاہ گلشن میں سہ مستعد گفتش شعر
 بر ماں رختہ ام و در بود ایں مطلع نعرہ موراں کردہ حوالہ او موند۔
 خوبی اتحاد حسن یا در گرا نشا کردوں یہ تکلف صفحہ کا حدید میصا کردوں
 ہائیکہ میں قول زبان ایشان سخن ایں اما خیال حسن قبول یافت کہ ہر میت دیوانش
 روش تر مطلع آقا سہا گزیدہ و سنجہ راقعہ فصاحت و بلاغت نہ گفت کہ اکثر
 استاد اب آوقت زراہ ہوتی شعر رشتہ موزوں می نمودند چای قدرۃ السالکین و
 رمدہ اعانہ میں مرا عید الفقا و در عید ل رضی اللہ عنہ نیز و میں راں غزلے گفتہ
 مطلع و قطعش ایست۔

است یقیناً دل کی ماس نہ لے کہ ہاں ہم یہ آئیں سہاں کا حال کہ آئی ہم میں
 حب دل کے آتاں پر حق آنا کر کیا را یے سے یا ربو لایہ کہان ہی ہم یہ
 وجد سے کہ فقیر موافق ہمہ انفس ہو اردوان دلی مذکور شمع ساختہ ایں است۔
 دل کو گر مرے ہو در بر کا غنیمت دیکھتا مہر کھ کا

ع

خواجہ عطا - عطا کس از دستان مادر سرگراہ است او اما تان روز بخار بود در جہد
عالمگیر استاہ - باکر ضعی استہار داشت انایت تہرت محل - تعریف نیست
این دوست رکعت از دست -

ایں در نبرد مس تو کیسہ بجہار خشم
ریر نہ ہفت جو آہو بجہار خشم
اسب کوئے دست عطا ہر ہاچہ
تو بھی کہ لبہ کہیں دیر کہسا رنجہ
بہر جہر جہر طعنے سبہ سبہ
اسان سخنوری سرٹل قاید گراستہ
بر سالیہ زلیخا کی گفتہ واز کا کہ کلاش در عوام تہرت نام یات اغرای آل
راں بیاس ابروہ، جو لیس او سے سلوک نایستہ میں می آمد مدگوید رو سے
بجہد مت فراتجید القادر وار دست ریر نساں بعد اسلئے نظم ترش چہدا شہری
الطریق انعام مرحمت فرمودہ لوات رصرت این مصرع بر خواند و رفت مصرع
نہری و عرفی ہمیش آوہس - تو نہ کہ از شائف دور کار بود اکثر سے از مہر خدائس
ستہر خواں و عوام است و کلام شکستہ استہار تہا - دار داز انایت امتدال اصیان
رستہ نیست -

طبعہ دوم

صفت

در ذکر کلام سخنوران تمویطیں بر سائے اسلوب سخن محوی و محجب نیست کہ ار جہد
عبداللہ تطیب تہا گرفتہ تار مانہ بہا ورتاہ کسے کہ شہر خجہ ادلسی کلام نہا سیا
مردمان معقول است ہر خند کہ اگر العاط غیر مالونہ گوشت باعروم متعل ایشان است
لیکن عین موافق زبان دکن است در سب است بیت ہر کس راہ مدہ دار و نہ

ایسے رہنے کو دیامیں مکاں ماق
کو تہ زلف ہے یا گوست تہائی ہے
دل چھوڑ کے یا کیوں کے جانے
زخمی بہت سکار کیں سکے جانے
حسب تک لے کر اس دہار
آنکھوں سے ہمار کیوں سکے جانے
آٹھواٹھے اگر مدو ہوے
نہ دل سے غبار کیوں سکے جانے
عیمت کو تھلنے کو دلی سکے
لگا دیا پاک اراں کیما ہے
آخوں میں آنے کی کہاں اپنے جھکو
کرتی ہنٹ گھٹتھ قد مارک برگرائے
ہم کو تسخیر شدہ دیں یا ہنس تہ
سہر سکی ہماری نذر گناہ ہنس تہ
موسوی خاں فطرت و معر تھیں ہی کر رہا ہے
موسوی خاں فطرت و معر تھیں ہی کر رہا ہے
است و احوال دہل تدا کرہ اسے جاری است
ارمان مطلقیت مانگے برادشاہ
بصحب سرہرادی دھرمیت مانگے شریفہ نماز
دوستہ حمیدیتہ بدستماہ در
افتخار ہے سرور و دھرمیت مانگے شریفہ نماز
دوستہ حمیدیتہ بدستماہ در
مرد و نذیر مال عرض اقدس رہا بندہ اعتمد غلام حرم آمانی معال است باستان
اس کمر رائے غفرت رہا معقول بودن سخن اولی اقبال نمورہ۔ وے توجہ ازین بہ
انگاہ گردانیدہ لطیف الکر سنو لہ شدہ۔ یہاں رہا حریر معر کل ہم را رسیدہ خالاب ایسا
اکتہ رہا ہمراہ دیران کہ پیا تہ آدہ۔ ار۔ ہمراہ مانیدہ اطباء حیا و سحر و
حاکمیتہ حاضر ہر دہار دہار ہمراہ تہ کر دہار ایسا آستہ۔ استہ
باہملا ارور رہا تمام سکہ کہ ہمراہ تہ کر دہار ایسا شریفیہ تہ و سہا مایہ
تشریفہ گشتہ باشند۔
از زلف یاہ تو دل و عزم جری ہے۔
دشا آئیدہ گشتہ خصوص بڑی ہمت

ہرگز نظر نہ آیا ہم کو سخن ہمارا
 تیرے دہن کے آگے دم ہمارا غلط ہے
 گویا کہ تھا جیلا وادہ سے رہیں ہمارا
 نیچے نے کھا کھو ماندا سکر عن ہمارا
 واپس حیدر شہر ار شاہ مبارک آباد
 آیا ہے صبح فید سے اوٹھ رہا ہوا
 بوسا لوں سے دیتے کہا کہ کب سے پھر گیا
 قول آہر و کا تھا کہ نہ حادثہ کا اس کلی
 رہے ہر تیس دن مرا کے سہ ماہ
 مشتاق عدو خواہی نہیں آہر تو کیا ہے
 ال تو دیکھو آدمی اک کا
 جدائی کے زمانے کی میاں کیا یاد دہی ہے
 رہتی ہے دہن صبح بحسب کی طرح
 زندگی ہے مراد کی سی طسرح
 تھو ادیر حوں بے گساہوں کا
 عالم آب سین آسان نہیں ہے سچ گزار
 خواہ تیرے شکل نہ سکتی نہیں تصویر میں
 آج بھر ہم سے کر دیا ہے اداس
 سچ تیرے کے شوق میں جھوڑا
 غیر محبت میں اب لگا جانے
 بارہ روز کہہ سے مرد و نہ پھر کے انگ
 نکلے ہم آصبا کی طرح جب چمن میں پھول
 حامہ گلی میں رات کا پھولوں سا ہوا
 بالابھرا تراب کا اموس گر گیا
 ہو کر کے میقرار دگو آج بھر گیا
 بلیجا آہنی ہے آہر سی کا
 یہ روٹھ روٹھ چلا علیل کے پھٹھکا
 عشق سے جڑا ہے پتلا خاک کا
 کہ اس ظالم کی جو ہم پر کھڑا گدڑی جڑا
 گھر مار ہوئے مرد و نڈا کا ترسیت
 اود مد سے حاسہ کی سی طرح
 چڑھ رہا ہے تراب کی سی طرح
 خوف سے مرق کے یہاں بھر پھرتی سوا
 مدتوں ہی مسور کیصحت ہے انتظار
 ال رقیبوں کا جلسہ تیار اس
 رات کو بھولے حین کا باس
 جھوڑ کر اپنی آہر و کا باس
 آہا سے کہیں نیک تو ابھی لاک بکا لاک
 گلہیں کے دیکھ ہم کو گئے اتھ ہاؤں بھول

ایں شتم کہ تا عراں اتمدائی زمانہ محکمہ شاہ اعتقاد خود تلاش اساطیر آرد و ایہ ہام مودہ
شعر از مرتبہ ملاعت ادا خند تا معنی حیرت حد عرض آگاہتہ صرح

خطائے نرنگاں گرفتار تھا است۔ ہم حال فقیر دوا دس ایں آخرہ ذرا ہم آورده
استعارہ حستہ یعنی تمام موافق ہم آتس خود موضع انتخاب قلمی مودہ حق معالی توین

کراست ارباب شاہ مبارک تخلص آرد و دوسے بود و دوسین فنش قلندر منبر سب
سزائے گویا را در ذراں محکمہ غور شد، عالم حس پرستی استہار تمام داشتہ چنانچہ فریادی

صدیہ سجادہ بیت در باب تعلیم آرایش خوان در نگار بیا بدست مزدوں کردہ بہت
ما کلمہ سر سکتہ وضع خود میارم و لوامی گفت و شنید است سراج الدین علی خاں

آزرد میکرد کہ اصل در فضیلت کمال فوتش تصور میری نشانی تعالی سامانش دارد
و زیادہ میں اگر کمالات آن بر نگوار تل بر ایچیدان حد لویا کہ شمار قطره آب باران

مردوں دیاحت افلاک میوردن است ہر حید و لاج ہمیت من بر سکتہ و فانی کند لیکن
و سمیت احاطت تا سجد سب کہ شعر یال آرد در انظار اصلاح ملاحظہ فرمیدہ ملک کاؤ کاؤ

ساس خاطر او خود ہم و سہیتہ ایں فصل فی فرمودہ

ار آرد و سب

وعدہ یہ تھے سلطان خواں است ہم سے

یہ سب تیغ خزانہ کی کیفیت نہ کچھ بوجھو

بیمخانہ بیج حا کر سبیشہ ماس توڑے

رکھے مارہ تل قبول آگے عرب لیون

در اعراق میں ڈبا تھہ سیم تن کے آگے

یہ جل قمری کھوجا با نکل گھسیا

ہزاروں کو دے آب حیات کی خوش گھسیا

راہ نئے لے لینے ال کے میٹھو پھوٹے

چمن میں آج گویا بھول ہیں تیرے ہند کے

موتی سے کان کھڑا تیرے سخن کے آگے

دل کے جھینے کو یہ لیکٹ جلدنا
تیج خرتے میں حسب مراقب ہو
توں آبرو نادیں الیں ہر رباتیا
وہ کہ کس آراگی کو ہوا ہے
پھر تہے دستہ دستہ دلہ کدھر
نے نادر ہے بتایا نہ گھڑا دیا پتا
اٹھتے ہیں حلوں سی خاطر خجست کی
جیو نامتل سب اس مگنیں مکیا ہے
کا م کرتی ہے ہمدنار ناکل کا تمام
رنگانی تو ہر طرح کاٹے

مستوق ہے وہی کہ وہ ایسے کہ کیسے
تیرے تے اٹھ کو نظر سے

مستحق خان کی رنگ تخلص معامہ میاں آراست
مستحق خان کی رنگ تخلص معامہ میاں آراست
مستحق خان کی رنگ تخلص معامہ میاں آراست
مستحق خان کی رنگ تخلص معامہ میاں آراست

سحر ہے ٹوٹکا ہے افسوں ہے
گر یہ مسکین ہے مٹی حوں ہے
حب رو رو ہو ترے گفتار حوں کا
حاکم اگر ہو گیا گھو لاسے ہو
وسے عاشقی کے آہ زمانے کدھر گئے
یہ جیوں میں کس طرح کہ فنا کدھر گئے
اُٹی بہار تنجو خبر ہر سنت کی
رنگ و نعل جاتو دیکھو رنگانی ہیج ہے
رہتا ہے یہ سحر ہر جی تسلیم ہے
مکے پھر حیوانا ماست ہے

ادھم کریں جو سہانے وہی کرے
کیا ہے دو کو را ضعی کس ہنر سے

مستحق خان کی رنگ تخلص معامہ میاں آراست
مستحق خان کی رنگ تخلص معامہ میاں آراست
مستحق خان کی رنگ تخلص معامہ میاں آراست
مستحق خان کی رنگ تخلص معامہ میاں آراست

کیا کرے اُسے اُسے اُسے اُسے اُسے
تیا یہ کھو یہ ملک کے نئے دلربا کے ہاتھ
میرا سب و قرار جاتا ہے

جانتا تھا کہ کہے عشق کی انیر، کی رنگ
رنگ خدا پر لکھو احوال دل میرا
نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے

مستحق

ابھی کیوں آپ کو متور کر رہے ہو تم
 فوج و نہ خواجے کھٹس میں جسے تم ملی اٹھیا
 دور حاموت بیٹھ رہتا ہوں
 جس میں میں جا کے یاری تم نے رہیں کو کیا
 گلی اکیلی ہن اور یہ اندھیری راتیں ہیں
 اسے ترخ بے میسر تھکے کچھ ادب نہیں
 کہتا ہوں میں بیکار سنو کان دھرس
 یہ تا قدم پیار سے دست دما ہوا
 کیوں ملامت اٹھ کر رہتے ہو بے حاصل تے
 کتاب چلا سچ کا ہوتا ہیں اب تک مجھ کو
 رستم اس مرد کی کھلتے ہیں ہم دور دور کی
 سب تیریں یہ سیرکین نے ہیں خط سیاہ
 آبرو کو ہیں کم طرف کی صحبت کا دماغ
 کیا ری طرح نگوں سکتی سے
 زلف کی شان کہہ ادب دیکھو
 تمہاری لوگ کہتے ہیں کہ سہا
 تجھے درتو ایساں غم دینے کہ کہہ کا اچھوٹ مراد لکھتے آتے
 ہیں بگائے نئے ہیں ہزاروں طے کر رہا
 دشمن جاں ہے تشنہ خوں ہے

کیا یاد ہے
 کیا یاد ہے

دانتے کیا ہو سس کچھ ہم یہ اٹھتے تھے
 کیوں نہ ترم سے کس کی یا سب کمال
 اس طرح حال دل کا کہتا ہوں
 سے گئی ادب باجوہ کی بھر بھر چھو لیا
 اگر بلو تین سو طرح کی آتیں ہیں
 معسوقی گرہ اتو نہ کا عجب نہیں
 وادست ملو گے تو دیکھو گے ہم نہیں
 تیرے بھولنے دیکھو حشر آب آئینہ
 لگسہ بکلا اب بھوٹا شکل اس کا دل تیرا
 طبع وہ یاد دل دھرنے کے مے آنکھوں میں
 تار لٹے جو کوئی عشق کے جھگجھوروں کی
 داروئے سے مٹھائی یہ سنکروروں کی
 کس کو راتنت ہے ہر وقت کے کتور ونگی
 کہ مے دل میں آگ لگتی ہے تو
 کہ گویا عسرتی میں لگتی ہے
 کہاں ہے کس طرف رہا کہہ رہا
 تجھے درتو ایساں غم دینے کہ کہہ کا اچھوٹ مراد لکھتے آتے
 سب بٹول سیکج عجم یہ یہ مری
 تو رہا ہے انکس ہے غیب ہوں ہے

تاں جو ہجر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں کچھ اُن کا دوس نہیں یہ حد کی باتیں ہیں
 مگر شاگرد ناجی تخلص سیاہی بیشہ بود در سطاوے کہ مصرع شعر برا معنی آمار و دیت
 می نہاد، بد رستی طبع و رسائی فکر واد سحوری می داود زاو گاہ او دار انخلانت شاہماں آمار
 است ابر اور تھیکہ کہ معتم تخلص می گرد و شعر فارسی سیار تلاتس ہاے نیکو می گفت رابطہ
 اتحاد و ربط و دانست گاہ گاہ بغرب خاہ تر تعریف می آورد مدہ خود در خورد سلسلے
 اوراد و سہ بار دیدہ امہر مستحسن خیلے مال مزاج بود او تعالیٰ رحمتش کناد

ہو اما را رگل کا دیکھ نخو رسا رکو مندا جو دیکھے تھ قید از او کو طولی تو ہو نہدا
 نیو چو خود بخو ہے عارض جو رتید کی حوی لیا ہے ازہ درہ جس مہ رویاں سے کر حید
 بلند آواز سے گھر مال کہتی ہے کہ ایعا فل گھٹی یہ بھی گھڑی تھ عمر سے اب تک ہیں جیا
 تھ دلو اپنی زلف میں سے جا تھ کے با لکھنے کا بھرنہ ایر میں بیوں دہسا ہوا
 یہ داؤ کھا بدے کا لکھا ہے لایچی رسا حمایوں سے تل تل انگل رہا ہے تھ
 تھیکہ اڑوں میں گنا سلوم نہیں کیا کہہ گیا سے کیا حب ذاتیں منہ دیکھتا میں رہ گیا
 ڈوبنے گئے ہاں کھسے یہ لب یا یہ لہف جفت اجی کو نیو جیا کس لہریں گیا
 دہس حبہ لال ہو یا بول سے کی کا ردا حافظہ ہمہ تن نیچے سے کہہ جی کا
 ترے رسا کے یرو سے لے تیغ یری خانہ ہوا گھس آرسی کا
 اس مثل رسکے کہو بابا سے رکھ سکویہ مول ہے سادے ہنساں کا یہ سنا ل سا
 بہا ستا ہوا مہنگا نہیں ہوتے تلیر یہ سہ جس اسی کہہ ہیں چو برس کے قیام
 ستر ستا لکل گز نہ زہا انیس لے سکے یوں تھم کر اٹھی کی کیوں تلے کتا تیجا جیر
 رنگ میں ہیکا تراری در بیٹ ملے میں گرم اس طرح کا سناؤ کیا یہ تھوں آمل ہاٹس

گر خبر لینی ہے تو لے صیاد ہاتھ سے یہ شکار جا آئے
 سیکدہ میں گر لے سرِ نعل نامعقول ہے مدرسہ دیکھا تو دہان بھی غافل معقول ہے
 میر سعاد علی سعادت تخص متوطن قصد امر وہہ از فرزند ان حضرت شاہ دلاست
 در کمالِ خونی آدمیت است ریختہ را مملات بسیار می گفت دور اقران و استال غلام
 اتیار تمام دانست ہنور مستحسن پہل ہر رسیدہ بود کہ آرا رہ نھر و از جہاں
 رفت خلافت یا مرد این چند میت از دست -
 ہوتے کھوتے ہیں میرا رودہ کھیلا می پست لکھن کھلا ہے ہم تیرے قد کی تلخ
 لکھا ہے کھیا می پست لکھن کھلا ہے ہم تیرے قد کی تلخ
 تیج تہا ہے کیوں تیج کا دہاں دام لے وہ صنم کب رام ہوتا ہے عدا کا نام لے
 یہ دکا ہیں دولے جو مجھے رکھ کر تہم میں میرا کوئی دم میں جی ٹکے ہے یہ تدبیر کر لے
 ست دکھا اس طرح کی آن مجھے کوئی دم جیوے دے جان مجھے
 مثل اُنیسہ سادہ ردیوں کے موہنہ بھی دیکھے کی آستائی ہے
 شادلی اللہ اشتیاق تخلص اوجہ مذاق طے جاستی قدر داشت در کوئلہ نیر در شاہ
 سکوت داشت ارداگزیرہ اوقات غریبہ میاں الہی بسر ہی برد ہر گاہ کہ از تہ دین
 و ترتیب نسخہ عتی در امتش روئے می نمود جیرے از قبیل فارسی بسبیل تس فکر می
 بدہ دور سے عیش حاضر تہدم حر ہلے مامری گفت مدت مدت سال تہ
 کہ مدار العا انتقال نمود -

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکہ اسکوچ ہر ایک کر دیا ہے محسوس کو دھول کوٹ
 چھوڑ کر تھکے ہیں اوسے حد بلا لگے ہیں ہندی یہ تیرے ٹکڑے ہے آگ لگے

کہ گنتہ شود لکس با وجود شرف اسلام ایہا ریاض العیدی مہاد اوسمانہ تعالیٰ حرمت حور
کار کمرہ و گنجینہ و کردار مار و از ناجی است

وہ مالا ہو کے منہور ہے محبت آنکھوں کو لٹکتا ہے
یہاں اور بھی بی لے کس یہ دور عینا ہے
نکاح کیو کر چا کر دیں اسے حال
زہد گانی بہت بیاری ہے
رگس کے نہیں ہیں ہرگز نا نہیں نظر میں
دیکھی ہیں ایک آجر پیائے تہا رہی آنکھیں
تسلی سن اس بہت کا نسرا داکا
سیا ہو گا کوئی سندہ خدا کا

شرف الدین مضمون تخلص از فریدان حضرت شیخ فرید شکر گنج مدرس اللہ سرور
کلیع صفات موصوف و ہمہ سات معروف و مولد حق عالم است در نواح کوریا
کہ اورا جاتھوی گویند جوں میں شریعتیں ایہل امتیاز کرید دست از قید ملائقی برداشت
و قدم در را آزاد گئی گدانت لب ریاضیست سخی ربیت الساجد اورا
سکس خود قرار دادہ توکل میگردارہ لک نہیں جوتی محبت بود اکثر از مردم محبا
آحرور و لطیف سیر و حلقہ مجلس دارومیست مدینا نیمہ سدی گوید

ہر کجا چشمہ بود ستیریں مردم و سوز مرع گرد آید

نہست مینودہ سرور و وہ اختا گتیار و ہا لم قدس مساس گردید ہمدایت میام نہ
شعر ریتہ و انکلات العاطف و حتی تار میگفت این میدانیت از دست

ہو سے ہیں ہر فردی ایس آسودہ خلک دیا
کہیں کو کفر نہ تہوں کو میرے سر ہر کجاست
کیا بہتیں کس کا طوائف میری آنکھوں کے چشمے
گیا جتنا کہ کج یہ ہیں اساک دیا
کس ساحر کے یکبار نفوس نہ تہیں لکھا
کوئی جسک نہ پہلے سے تیرے تہہ کجا لکھا

دیکھ سوہن تری کمر کی طرف
 جاتا تیرے رو رو خوبی کا کیوں آہ و آں
 آمدی سادی تم امی کر کے کت میں جتر
 جو کوئی کچھ کہے بچھل حادے
 لیجا تہر تہر بھیرا دھنی دشت دشت
 یا لا پیوے ہے سوہن روں سے
 نہ سیر باغ نہ ملنا نہ میٹھی باتیں ہیں
 ہمیں تو بوسہ دینے کہا نہ کہہ کے دیا
 ست کرتا نہ احواس بر جاں آخر دل ہے
 چراغ دھیم کی بردا رکھ یہ تھکوا ملا ہے
 سمجھتے تھے سخی بت العجب کو بارہ یارو
 اس کے رخصت روکھ جیتا ہوا
 تیرے دلو تو زخمی کر کے تم
 تبسمت رقصوں سے طل ہے
 کیا فردا کا وعدہ سر و قدے
 حال ہے جوڑا ہے دلہر ہے
 لبٹا بخش آگے تیرے سجن
 نہ لایا کی اسلئے تو اپنی دہن میں لیک ہے
 آخر جو ہے است اماں سر کفر افتوا است ہر خند تلخیات شعر امیش اراں است

بھیر کیا مانی اپنے گلہ کی طرف
 وہ تو داغی ہے تیرا حوں مہر نہ مارا آہٹ
 اتن خط نکلا ملو گے کیوں نہ اس کی کیا ہے جتر
 سمع رو ہے ہمارا موسمی ایک
 کر رہا ہے آدمی کو ہمارا بیت حرات دل
 کھولے ہے لب ہزار رو روں سے
 یہ دن ہمارے لے جاں یوہی تھا ہیں
 خوں کے وعدہ کیا تھا آپس جاتے ہیں
 ٹک بٹک لینے دے اسکو جھڑبٹل ہتے
 نظر کر دلی آنکھوں سے ادھیر بھی اچالا ہے
 سو یہ بات بدستی میں ایک دن ہم سے بھوتی ہے
 ماضی میری زندگانی ہے
 اگر سر جاہتے ہو یہ جدا ہے
 ترے بھادیں مہی میری جل ہے
 قیامت کا خون نئے نئے گل ہے
 یہ مشکل کہ طالب زر ہے
 جو میس کا نام لے خور ہے
 حد اظہر از ذبح کھی ایک شرعی برکت ہے
 آخر جو ہے است اماں سر کفر افتوا است ہر خند تلخیات شعر امیش اراں است

ات منصور کی فصولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے
دہلی کے کھکھلاہ لڑکوں نے کام عتاق کا تمام کیا
ایک ماتق بظہ نہیں آتا ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

میرزا شہر میاں تخلص بن کر دوا کمال لے سر دسا نے می زیست وطن او حو پور
اس وقت راندے سلطنت محمد شاہ دراز الخلافہ اقامت داشت و اکثر سخیزمت
جان آرد و اقامت می نمود دیگر احوال شش معلوم فقیر نیست این مطلع جس مطلع اردو
انھیں کیہ کرہ اس دل سے چھو کے کھنکھ آستنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس محبت جلتے ہیں جس دیکھ گویا رستے میں ہیں اس شمع رو کے
بنیوا تخلص شاعرے بود گسام ار سا کاں قسمہ تب یام توح حیتیم ظریف طبین
گاہ گاہ بطریق لطیفہ تعریف بہ نگفت و در ادب سلطنت محمد شاہ دراز الخلافہ
رسید و از ہر یک کے دریاں عرصہ عرصہ بود ملاقی کروید و رے مجلس ستاعہ
دار شد میاں شاہ مبارک آپر و کہ احوال گذشت مدد اقلے نہ کر و بعد ویر
کہ چار ہند گنت کہ یاں آرو صاحب شہان احوال مخلصاں این ہمہ نفاذ مل کر
کہ گویا بایں میں چشم شدہ اید وں ایساں یک خیمہ داشتہ این لطیفہ لغایت موقع
افشا و ہر یک حصار خندہ بیارے کہ و عرض کہ از تحائف و درکار بود خداست
سیا منورہ از دست

میرزا ہوں زکوة حسن کی دے اور یاں ما ادا کی صورت
حضرت سچیل بتیاب تخلص می کہ دستار و میاں یک بیک بود گاہ گاہ فکر حزنی کر و ہنوز
انہ مرتبہ مورہ نیست نیامدہ بود کہ مرحمت خدا در دست۔

الوکار سے اسے مثل تنور مضمون
 کلی کھاتی ہے وہاں کی جہاں و نکا ہے بلا
 نہ تہیتے میں کیا ہے تو بھی پھر کاتی ہو ایک
 صدق سے دوسرے طلب کرتے ہیں گرا دہیں
 جیالنگ سے کہتی میں وہ محبوب جاتا ہے
 ہمارا ارک فامد کھیل یکم ہمیں تھمتا
 ہم فیروں میں تمہارے میاں کیا کام ہے
 نہ یہی قسم قد و قامت ہے

اگر اتنا نقش روئے رہیں برہیں مراد
 ایک تو تھا ہی وہ مرہ رو خود پسند
 سطر اس کے آگیا ہے سیری بہ سفیدیں
 احسن اللہ معاصریاں مضمون آرد و ذرد یہ شعر انہما قلاتن لفظ تارہ و اہام سیکرد
 اما از غایت ہجوم الفاظ معنی متعرج کسر سطر می آید ایاتے کہ بعد غزال کروں دیوانش
 را آورده ام اینست

لام متعلق کہ ہے اس سے چون چلے لے
 ہیں مضمون خط احسن اللہ
 تشریف لیا یہ تلی کیا متعرج مراد غمر الوجودہ است اصلت از خاک اکبر آماراد
 است ترماری کمال تلی ہی گشت اسلم ہا سے رئیس و ترمایہ متین دار و اواس
 سر دوشل نہ کرد جان آرد و است و اس دوسرے شعر ریختہ نیز از دست

ایک منہاں کے حاطر تو کیوں پھر ہے بھٹکا
 ہوا معلوم مجھ کو یہ کہ اب طفل کھل کھلدا
 دھڑر زک نہیں جاتی ہر لڑ تاک جھاک
 مصحف رضا پر پیارے رکھا لو مجھے آتھ
 کھنکھیں آنکھیں بھڑاتی ہیں کھنکھنٹ جاتا ہے
 کھی میاں کا تاید لے مکوت جاتا ہے
 تم تو طالب زر کے ہوا دیر ہاں کا نام ہے
 ہنس کے پھر دیکھنا قیامت ہے

قالی اگر ہیں تو نہیں ہو یا تو ہے
 ہو گیا دیکھ آرسی کتیں دو حسد
 ملے کو اس میں وہ جلتا ہے سام و صبح
 احسن اللہ معاصریاں مضمون آرد و ذرد یہ شعر انہما قلاتن لفظ تارہ و اہام سیکرد
 اما از غایت ہجوم الفاظ معنی متعرج کسر سطر می آید ایاتے کہ بعد غزال کروں دیوانش
 را آورده ام اینست

ہم تو کانزدوں اگر بندے ہوں سلام
 کہ حسن خوردیاں عارضی ہے
 تشریف لیا یہ تلی کیا متعرج مراد غمر الوجودہ است اصلت از خاک اکبر آماراد
 است ترماری کمال تلی ہی گشت اسلم ہا سے رئیس و ترمایہ متین دار و اواس
 سر دوشل نہ کرد جان آرد و است و اس دوسرے شعر ریختہ نیز از دست

تأمل دار و در جمعی مجلس صلیح بجا آمدن مقرر است اکثر فالان تهر در آسجانی آیند
و دیگر هم در مقرر سماعت نصر حاضر می گردند و انگاه آنجا می آید و احوال و شایسته
و در میان مجلس خدمت میایا یا کتابا ملاقات کرده ام گویند در مساوی حال
فکر سحر می کرد و در مستطقی حال یک کتاب اصلاح می کرد است اس یک شعر نام او تهر است و در
تجربیه بیست و نه سال در دولتمت بجا می آید حضرت اینس کیسه زوم میرسد می آید
و در علی دلی تهر تهر ولد و ستار جهان آباد است و در زید که در خطاب خان
سفر از زندان و مای آریں سید سال اکثر و تهر حضرت ابی عبداللہ رحیم علیہ السلام
تقوت نام و قدرت تمام می گفت روزی در شکل ترین راجه و توانی طبع آریا می کرد
بنا می تهر امیالت کو اعدل اس اعراب است الفعل که طارفتش مرشد است و او
بیتس و مردم است است ازین بکار و دست است گفتن تعدیر سخته مشغول است حق تعالی
سلامش داد و -

عدل می تیری هم یکا کیر کیر جلیقه ای سحائے موبدل سے خلعتش بکشد
بیتقارعتش کو چه زبندگی نقص کمال مرعکے سیاب تب کہتے ہیں یا کسر ہے
جعفر علیخان عمده عمدہ را و مقرر است لطافت لسان و در ست میاں لطیف
نار دگاہ کا یکدم مدح نیچہ فارسی مردوں می کند بندہ بخانه نواب نعمت اللہ خاں
قرادل نیکی ما دستاب سخته شش ملاقات کرده ام انداخ شعر و روحه اتم می نمود
و دیگر کجی می آید انور کسے منزل و رکه خود اچانے کدھتہ بنہ سر یا حائیں میں ہے
سکستہ چند قوم از زر گرد و بہار شکس می کرد علم منطق و معانی مع گیر علوم و دست و زبند
علی کجی و تحقیق کسے دست و دانی داشت جیانیہ دریں یا سب خود شش کتابے

نہ ہوتا اگر کسی سے آستان دل تو کیا آرام سے رہتا میرا دل
 تڑپ کر مر گئی بلبل قفس میں یڑپی جھڑپا کے کس ظالم کے پیش
 محمد حسن غدوی تخلص از عجیب زادہ ایسے لہی است مایاں مضمون و آواز
 صحیح تھا راستہ است رطب جو تہی بہا سے تمام دار و دستار را رطب نیکوئی
 نواز دیکھ معلوم است از استکمال حب استعار و ابیات خوش شہر است مایہ
 آشنا است۔

مدی

ایک ملایعیر کا کہ چھوڑ نہیں سکتا سخن دیکھ تو عاشق نے تیرے واسطے کیا کیا
 محمد حاتم حاتم تخلص میاں مضمون و آواز است اہل دستاری شاہجہاں
 است در درگاہ سلطنت محمد شاہ بادشاہ مصعب ندیمی خدمت لگا دے
 نواب عمدۃ الملک مغفور یا یہ اعیار و استعدادت اد توکل در درگاہ نمودار
 ارواگی می گزارند کلیاتش صحیم است و ابیات دیوانش قریب چہار ہزار بیت
 از نظر گذشتہ تعجب و حیرت می بر آید حق تعالی سلامتیں دارد

عم

دلوں کے راہیں خطرے پر سے میں کیا یاد کہ چیدرور سے موقوف ہے پیام سلام
 ست عاشقوں پر حوروں سے اس قدر کہ عالم کا ڈر نہیں تو خدا کا تو ڈر کرو
 شہاب الدین شاقب تخلص متوطن میوہار است عشق سخن سجدت میاں آرومی کرد
 باقی ہیں چہار سال اتفاق دیست اما وہ اس حال فقود انحر است شاید بوطن خوش
 ہفتہ است۔

ان

نارنگی لاش اور قتال بے آگے یوحیا یہ کون کر گیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ
 میر حسن پاکباز تخلص حلف الہیہ میاں شاہ کمال است یدر درگاہ ارشاد شہنشاہ

پاک

ایسے جنگ میاں آمد ہا آخامی خاں مدکور سحرآت تمام کتہ شد خداست منہر کتا
 حطنے ترا حصہ سب اوڑایا یہ سبز قدم کہاں سے آیا
 حکیم یار علی خاں تخلص بشفا حرمیت مستعد کم بیت اندہہ حآست ناطلی اسد صر
 درفش طبابت دست غولی داشت گاہ گاہ دوسر بیت رشتہ دفا رہی زیر می کٹ
 بہر حال مرد خوبے است ہر عاکہ ملاقات ہی مایہ سیار بروے کرم پیش می آید
 خلیش زندہ دارد از دست

حون ٹانگ کے لیے سے دونا کھلے ہے آٹو چمکاپہ رنگینان سے عوہر سے لانا کتا
 مختتم علی خاں حشمت تخلص کر اصلت از سنا ہاں آماد است پیر نر گوار
 میر باقی نام اردو ماں مناسیر بود گاہ گاہ دوسر شعر ریختہ دفا رہی اکمال تازگی ہی
 ددرسلک ہر صفت حسن گوہری نایاب می صفت فضل ازین ہفت سال ہرک
 رفتہ از جہاں رست او تعالیٰ جہنت کنا از دست

گہت گل نے جگا کسی ز ال کے بیج پھیر زنجیر کی جھک کار بڑی کاں کے بیج
 ہمار آئی دبولنے کی خبر نو اگر زنجیر کرنا ہے تو کر نو
 را بہ تندر نام تخلص تخلص قوم کتہ ہی وکیل احتما، الدولہ مغفور بود باوجود حریمیت
 دقت بیت و اجار سوال و دنا صبح و تمام عرفاری بدرستی تمام می گفت بخود
 حال آرزو ہنگامہ میا تقی گمراہ داشت شورہ سخن نیز سخا رست ایساں کی کرد
 جوں روح فرس ریختہ بسیار دید خود سب بار بیت ازین میل موزن کی کرد خاند
 ایں سحر از دست

دعہ آونی کی کے کسی کی گناز میرا بڑی ہا اقاہار پیم کا بہانہ فرگس لئے کھڑی ہے

تصیف کردہ کہ انش سکا المہرست را این قلیل حید تصایف دیگر را دوستی کہ
 تان آرزو سراج اللعنه تصیف می کردند یعنی غلطی ہا را، روایتاں ارعایت
 الصاف کہ حاصہ کمال است و طلباے وسے ماں برداشتہ اگر متعرفا ہی گئی گشت
 گاہ گاہ دوسہ سیت ریکتہ بنروروں نودہ۔

وہی ایک بیباں ہست سکونہم تمہارا کہتے ہیں
 کہیں تسبیح کا رستہ کہیں دار کہتے ہیں
 ہمیں اعظاؤا کیوں شہ دوزخ کے دروں سے
 معاصی گویا ہست میں میں کچھ بیغفرت کم
 ہمیں معلوم کیا کہ ہے تیج امن آنہ زینت میں
 مجھے ایسا حراماتی کیا تجھ کو منا جاتے
 خواجہ بہان الدین عالمی تخلص ازماں خواجہ اختر در کمال دالمی و ہشیار خزانہ و دل
 کوئی دنا در کلائی مستشائے روزگار بود و عالم خواجہ ہشامی بصارت تمام داشت
 مولد ش شاہ جہاں آباد است و مدخل بہار یورہ کہ واقعہ ہست ہر نوبست ما اغرا و امتیاد
 سری برداکثر شاعر عربیہ می کر، دگاہ پاس خاطر احیا دوسہ بیت غزل نیند
 موزوں می نمود سالی بریں دو سال ار جہاں رفت با فقیر جو شنبہا داشت
 خدائش بیامرز دار دست۔

جمن نے تخت پر جس دل نہ گل کا کھل تھا
 ہزاروں مملوک کی فوج تھی اور توڑ تھا
 نراں کے دن مودا دیکھا تھا حنا کلش
 بتا ااعسان رو کے یہاں منجھ تھا ہاں گل تھا
 جیمہ عالمی شہمت تخلص ار مردم کشمر بود جیا و جیمت و آدویت خلاف کلید طس داشت
 سابق یہ د سال بر داشت تخلص الدین علی خاں کہ آوازہ سوا نہ و شاعت و سے
 در اطراف و کتاب عالم شہر تے تعلیم دار و معہذ البشر ح اسط آن ترا جملگی
 ایں اوراق بر جی تا بر شہت چکھہ مرا آاد رحمتہ بود جوں در اسکا مارج علی محمد و ہسباہ

عالمی

نہر

سب ہجر میں سیر جلتے کی قدر
 میرا جلا ہوا دل نہیں اس قدر کھلے لائن
 نہیں پوچھے تیسع اسکو سچاؤ
 اس آبلے کو ناحق کانٹوں میں کھینچے ہو
 یہ بلا کوئی ناگہانی ہے
 قصہ کو تہ بڑی کہانی ہے
 یوں کچھ اور رنگیاں میں کچھ ہے
 آن میں کچھ ہے آں میں کچھ ہے
 تہ تہاں ہی ساکن مائی خزانہ ہے
 یوسف اپنا بیرہن تہ کر کے
 ہوتی ہے نچھینچہ ریتاں بول کر
 مدین مت ہو روئے عقل کے
 گر گرماں جاگ جھاتی کھول کر

فضل علی دانا تخلص ملدوسے تہا چہاں آباد است اسحاق کہ رتہ و حالت اور سچ
 تاعری دول مرتبہ است سحریت مولوی مرہان الدین کہ ارشاد کیا ایں رباں
 است سلب ارادت و رست بکمال آرا دی و آزاد و صبیحہ سگذا رند ہر چند ناپا
 در ذیل خاصان ماو تہا ہے یا بعد علاقہ روزگار است ایلین و حقیقت از ہمہ چیز
 رست، ردار گوید روز سے، لشکر زد کس سرا کچھ خاص ہوا، آسنمناں در بار
 شستہ میز سے سحر و دریں استاد حضرت علی سبانی باد و سحر اچھ سہرا از سہ سے
 نیمہ برآمد دیگران دست و پا کمر کردہ از سہ طعام پر خاستند گزراں بابا کہ
 از حائے خرد حرکت نہ کر و حضرت کہ حقین ملاحظہ کردند باز داخل سرا کچھ بندہ
 روئے و کہ ایں عزیز مارا بس، مجھ کر دیہ پاسارہ زہرہ دیکہ پیش بایوں روئے

تو تر تخلص نوجوانے ہو، مادرہ گئی تھرہ مدرت میگفت واکثر از خطوط خوب
 می نوشت طاهر اور سلک رسالہ اعدایاں ادنا ہے سرسری اشتیاق لایں
 در سال در کوئلہ میور شاہ کہ ندیم سکن دے ہو و مسلک شدہ انتقال نمود
 زلف کو کہ بار ریشا ر عقل سے دور ہے
 ہرگز نہیں لے ہے اس کاٹھ کی پوری آہ
 لکھ نہیں جو نیم سے عاشق کے رو ہیں
 دل لے ہے ہی خیم کا ملنا حضور نہیں
 لیسے ہی جا ہے تھر سے جو تیر رو کی زلف
 اپنی بڑی ہوئی یہ در اسی تھوڑا ہیں
 میر خاں دوا میرت مسند توطن تازہاں آبا و سادات عیدہ موعود و اخلاقی
 پسندیدہ معروف شائع لفظے راتلا تہا ہے میں تقارن مٹی شادہ و مٹی راہ پست
 الفاظ رنگیں باغ مرانندی رسالہ -

تھر کر صفحہ چشم میں دے لے
 ہے معنی ریاس کے یوں ایہاں
 کر تو باد کہ جس طرح دو نفر
 ہوئیں تو ام میاں یک بادام
 ایسا ہے پوشاں قریب ہر قصہ تھر در نظر در آمدہ شمع جلال کسر می آید
 کئی فرتوں سے داؤنچا ہو کہ یہاں کوئی
 بہتی ہے سرد ہمارے بڑی کی گنگ
 تھکی ہیں بسکہ تیرے راہ دیکھ کے خیم
 لاگی جس زمانے سے ملتی ہے دہر دہر
 رہا تو رخصتیں حال یہ ڈر ہے آنکھوں کا
 قرہ سے ان کے قرہ تک ہو کہ کورس
 کس دلچ کو کہ یہ گزرتیں گی
 بسے ہیں نئی و خوشنوار ناز جنگ یڑوں
 ہر کی یہ پہاڑ سی رائیں
 میر سے نام حال کی تھر تہا یہ زلف
 اگر صبح کو مجھ سے کسی کا - لیسے کو
 رو رسالہ نالہ سب گھر سے یہ زلف
 نکلے گھر سے آوے تو ہم سلام کریں

گپ زدن و لطفہ گفتن با یہا خود ملی انھوں کو ہے اور انھوں نے یہاں بسیار دوست
 می داشت چنانچہ دورے اسے مذکور خانہ اہل یہاں بودہ اتفاقاً اسکا نام تسلط مذکور
 طاسات و رمیاں آمد گفت حال صاحب اسے روز بنا رسجا حتم پیش حکیم رفتہ دوم
 قصد تحویر کردہ است صاحب دین امر حتمی فرمایند تبسم شد جواب داد حکیم
 می گوید اگر اس می برسیا رست تھا سجات بسیار مناسب است چوں بلے دفع
 آتوب پنجم محمد گداستن معمول اطوار اس این لطیف بنایت موقع افتاد غرض
 زندگی وہ روزہ سکانت اہل دانش منوی سر برد کہ شک عمر نوح میواں گفت
 او تعالیٰ جنتش کناد

یاران گھڑیں عجب بہت سے ۱۰۰ دویو اسے اب صحت ہے
 آل دیباہ ہنسے ہاتوں میں روکے کہا ہوں چہاں ہماں

اسدیار خاں التخلص بالانسان ساختہ برداختہ لواب امیر خاں در کمال فطرت و
 فطانت و غایت تمکین و ستانت تہرہ آفاق بود چوں لواب مسطورہ بصوئہ داری
 الہ آاد شریف فرموداں ما ارا الصالح بھصے امور در حضور پر نور مقرر نمود از اینجا
 کہ صاحب درست واقع شدہ بود در موضع چدر و زردیل بادشاہ غفوان پناہ جا گرفتہ
 مخاطب خطاب اسدالدولہ بہادر کرد ہر چند نار کثرت اشتغال امور ملکی دماغ مشغول
 شاعری بداشت مطلع اروست۔

جہاں کے بچ اپنے آن میں ہر اک یکا تھا نظر کر بھت خاک میں کیا کیا جھمکا تھا
 لواب امیر خاں تخلص دے انجام است از نثار ستا بہت است در دل بود بیاں شرا
 ہمد و متاں سر ہاارت و رات در یکشماں خواہ اعزاز و احترام و استمداد و دس

۱۰۰

۱۰۰

اگر تادوست کہ اسے شکم پر دیر دیر نہ دے دولت و اقبال پر آمدم تو از سر طعم
 رخسار حق عرض نہ کہ فی الواقع تقصیر وارم لیکن در انوقت متعلیٰ نظم شخصے
 بودم کہ تعظیم و ستائش و استعادت و این کلہ را قصے بر زبان را نہ کہ بر زبان
 مرزا فدا و حضرت ارغایت انصاف را استعادت و آفرین ادا نہ دویا
 نہ کرتی اراد معاف

بہر صورت نہ کہ کوئی ماعاں ہے میرا
 مقابل بھی کہ میرے مجھے باتوں ہی پہنچتی
 تیرے ہر سے کی گئی تیرے ہوا پہنچا دیوں گے کیا
 رہیمان نام نوجو اہرست کہ رحمن و رحیم المثال است دلت فریفتہ ابو بود جانیخ
 در بر تہر ام ادا و راز داناست۔

اے سلیمان انور، ایک نوبی کو سنبھال
 سادہ لوحی میں جو کچھ کہتا تھا تو مستقیم
 نہ جاتے تو کہ سربز ریسے اس کے فائدہ ہے
 سمجھا تھا میں یہاں سے مثال امیر
 نہیں تھے کہ کیرن گیسو ہر سجدہ میں کیا
 جہت یافتہ میں تھنے غنیمت سے مجھ کو کھولا
 حط کا تھا نہ حیرت کر لے کو تیرے سچا حال
 ابو خط نکلا تو سے اے تیغ پسا سنبھال
 رگہ گردن میری اس کے خنجر کو ہلا تہ ہے
 تمام علم پاکٹ سے میری پاکٹ نکلی
 لگی حوالت تھے پر میرے دو تونیش آبی
 جھڑنے ہیں بھول گویا کیا مانتے تھاری

خبر ان شہزادان امیر تخلص نال ولایت از سبیلے ایران زین است مام عمر
 در میان تہا ر عا کو پہنچی سہر برد و سہر احد شہبہ مرحوم شایر تفرقہ ایران بجا لکٹ
 ہر دو سالہ انہا دو تہ طاساں اس ناگہ گزرا کہ بار خزان خود و دو ہیتہ سے

ابو

خانہ فی الدین خاں موجب در حور میگذازند و ہر سال از ہاں رفت
 اگر بچہ اندوں سے عقد ہیرہ ملتہم بن واترہیں
 تو کیوں میسے کہاتے ہیں نقیض کہ یراتوین
 یا کرست لہرانے کو تاڑی
 انکا نی صطل کی چا بھیاڑی

طریقہ سوم

در بیان اشعار و احوال شعرائے متاخرین مرتضیٰ بن رستمی مخفی و محتجب نامہ اندانیجہ
 احوال اشعار و احوال شعرائے متاخرین نوستہ می آید طرز کلام اینہا مانا بر و فیاضی
 است جیسا کہ جمیع صنائع شعری کہ قرار دادہ اساتذہ اسلاف است بکار می برند و اکثر
 از ترکیبات فرس کہ موافق محاورہ اردو سے معلی مانوس کو مست می یابند بجز حراز اللامی
 می دانند الا ترجمان ربان مغل بر ریختہ کردن متعجب است چہ و در صورت صحت زبان
 یکے ارہر دونی نامد و اگر بعضی از اصنام احاج کہ زبان رد و دم فصاحتے این دیار بود کردہ آید
 خداں مضائقہ دارد و اما اتباع و تقلید کساں بطریقہ ادلی کہ یک مصرعستان ریختہ
 و دیگرے فارسی است و در بعضی مقام ریختہ فارسی الفاظ غیر مانوس مخلوط ہم ساختہ
 مذموم محض می انگارند بہر حال این محتجب طویل الدلیل سوقوف رسلطہ ساعا یاد نمود
 میں ایسے رصداغ سامعان نباید افزود اگر در خانہ کس است اتمارتے بس است
 گوہر کیانی سیادت لعل بے ہائے کال سماست علت غائے وجود سخن ہمہ معنی
 آسان ملکن افضل الفضلا افصح الفصحا میسر الدین فقیر سلا اللہ تعالی مرتے از خاک
 بزرگ در نہایت فصل و کمال است یسر نواب سعادت خاں امیر الامراے عہد
 میرزا احمد کہ عبارت از سیف الدولہ بہادر است شوق سخن بخندمت آل سید علی اللہ

در زمان سلطنت محمد شاه با شاه بسبب محبت هزاری خدمات مستند و سرفرازی داشت پیش آمدن در حضور اقدس اعلیٰ موجب حمد و غبطه معاصران بشو، چنانچه بعد از نقضائے هنگامه نادر گردے بسبب رجعت نواب آصف شاه مصوحه داری الی آواز رفت و بعد از چند سہ کہ بہ رت ظل سبحانی سران طلب برائے او فرستادند در جواب آن عرض کرد و سلیع آئینہ کہ بعد از این مرحوم خواہم شد ہاں دست منورول بودہ دیدہ آن مندرج ساخت آذر لاہر نوشتہ زیر مرحوم استقامت والدہ بہ بہادر تصور آید سال تمام رآن کتبیہ کہ تضایرک یاں بصورت حمد ہر فوالا ساختہ دست سلام سیکو امر زین حالے دروازہ قلعہ بادشاہی برائے حضرت روح او فرستاد حق تعالیٰ جنتش بسا و از دست اسیدی احساں ہے تیرا چہ نہیں آزاد ہم
فرز اگرانی حلف عبدالغنی سیک تول از مرد ہم کما شیر است تعارفی بوجہ چہ ریسا
مرتبہ می گفت چنانچہ احوال سن و عن داخل بد کردہ ایسے جاری است دارانجا کہ
جیر برائے حیدر اقبال سجدہ ذیر نکات دست آوردہ عالی را باب میراند و بطور
ملاحدہ و نندہ بالکمال یکے معنی دہے ماکلی زیست ہموارہ مطعون زماں ارباب تحقیق
می بودہ و آخر سلطنت مضرت مرد و تر آرا مگاہ حرفہ رجوعش کنز اک نما از صحنہ
رو گاہ بر داشتہ گو ندایں تہم رنجند از دست ۔

کرمی

حاضر بن محل ہیں کھاتا
سیکمی ہے پیر مسکرم کا
اکثرین از قوم اناعنے ارقیل ترین ہو وہ ہیں سبت کثیرین تخلص میبودہ عالم ہرل
گوئی دہجہ و دانی نظیر خود داشت چنانچہ بقدر شعور و دست اہل حرفہ بسیل شہر آتوب
اوردے یادگار است مدت العمر در احوال فرسودہ و آخر حال در سرکار وزیر الممالک نواب

یزن

قاتل کو دیکھ بھڑکلی کے سٹگنی
 اوہ ہنگامی تیغ اور تھارہ کی سناں
 جیسے بھڑک کے ہاتھوں کا کھانا لیا
 رقصاں کی کچھ تقصیر ہے یہ جو ان کی
 کوئی آزاد کو تباہ ہے حق اپنے کو ہے ظالم
 اگر گل کو گل کہوں تو تیرے رو کو کہاں
 کیسکے خون کا پیاسا کسی کی ماک کا دشمن
 آتش کہو تھرا د کہو کو بے سلا کہو
 قربانی میں زانی گل بکھو زخم
 منہ چھیا کے رکھ دل ناز کا کو لے نہ
 عند لب بوس غمہ گلشن رو کو گل گل سر سجد محفل
 دو ماں کمال انتخاب نسخہ دھماکا کی حضرت میرزا رفیع سودا در ظلال عالی
 در بچہ جز ہنگام مٹی رو سے دے ڈر است کار در صحرے کلکے مٹھ مٹھ مٹھ
 شہرت را آمارہ اسوار نکلیں دھماکا سے راہ چٹا پنچم قصیدہ لیم دو بیار و نہ
 ہمار و بھر بکراں و تھیلیک رو کو کار و عجز اور نصایف است والد شہر انیس فرزا
 تنفیع نام عمل زاد بعل تجارت مشہور بود وقت معہود بعد میں میں ستافت ز رستے
 از ترکہ دہے بدست نر افسار بدست قتل بقتضای شاد و ویرا بر سبیل باب
 درستیہا بہا و او و شہادہ نیکی پرآ قبول ما کا مدارت تقریب ملائیں علی
 مقدر اور اسے گشت با فضل جیاب ملائیں شہر است کہ ہمیں پاپہ خنواراں است

می بود و جسعتی المزاج جس یافت نقدی مبلغ دو صد و بست رویه بے تکلیف
 نوکری لفرقه اعدایاں ساجت تمام بنام او مقرر ساخته هر جید لائقش نمودن برا
 احتیاجات ضروری که انسان را از و گریز نیست طوعاً و کرهاً قبول نموده غرض در
 من شعر فارسی فکر سائے دارد و بنا بر نفس طبیعت دوریت از قبیل ریخته می فرماید
 برآمنده دیکه بلبل گل سنی بنزار هو جائے اگر گل تجھ تکاک پیچھے گلے کار بار هو جائے
 زندگی مرچ آب ہے گویا دم کا آنا حباب ہے گویا
 خال تیری ساہن گردن ر نقطہ انتخاب ہے گویا

مصرعہ گزار سنہ رئیس معنی باد ستاہ و تصور در دلش معنی آگاہ عارف با بشر
 حضرت جانشینانار ہمنہر سلمہ اللہ تعالی عالم و عامل عارف و کامل سرآمد ارباب تحقیق
 و دین ر و اہل تہنق است در ظاہر و باطن مرتبہ رفیع و شائے عظیم دارد در
 او اہل جوانی کہ مقتضائے آن ظاہر است شعر و شاعری متحول بود آخر حال حد
 را از اہل اندیشہ باز داشتہ رسجادہ طاعت لفرقہ و قناعت می گذارند و ہمیشہ
 ہنرمند مصروف تکمیل اہل ارادت می باشند این خند بیت ریختہ و غیرہ ملائذہ این
 رائے تعلیم العام اللہ حال یقین نوزوں کرد از دست

یہ دل کب عشق کے قابل رہے کہاں اس کو دماغ و دل رہا ہے
 خدا کے واسطے اس کو نہ تو کو یہی ایک تہر میں قابل رہا ہے
 نہ آدھے بالمشغول اویر جواب یہ سہراؤں سے تیرے مل رہا ہے
 سنے کی ہے تو یاور و دھو میں بجاتی ہے ہا اے کچھ جلتا نہیں کیا مفت جانی ہے ہا
 نالہ گول نے ہماری خاک پر دلا ہے شہر کیا قیامت ہم نہ ہو واس کہ کچھ سہانی ہے ہا

نہایت

ساقی ہار ہی تو بہ نصیر ہے کیوں گوارا
 مست نہیں تو ظالم تر عیب یا اشارا
 تیرا دل مجھ سے نہیں ملتا یہ اول وہ نہیں سکتا
 عرض الہی عیبت ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا
 مجھ سے ہے شیخیہ کہتا کہ میں دنیا سے منحصر ہوٹا
 آہی اں نے دائرہ نبی کے سوا کس چہیز کو چھوڑا
 طیش کی اندنوں دل نے نئی صورت نکالی ہے
 لیکتا ہے تیرا انوں کو یوں لیکتا ہے جوں چھوڑا
 عجب بن عجب اساتس ہے سودا کی اندول
 تو بھی نکساں کو ہا کے سنگار دیکھنا
 نے حوروں نے حکایت سے متوجہ نہ کیا
 نے سیرہ بلخ نے گل و گلزار دیکھنا
 تہا تیرے ہوئے درد و دیوار دیکھنا
 یا حاک کے اس گل میں جاں تھا ترا گذر
 انسکیں دل اس میں بھی ایسے تو بہر تعل
 کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکیں تیرے کو تیرا
 جو گیارہویں چور یہ ست اس سے کہو ہو رہا
 سدا وہاں کوئی ظالم تیرا اگر بیان گیر
 جس دہس حال دھوئے کے اما جو نکالا
 حسب مست جس سے ہو چلا گھر کو وہ لالا
 کہتا ہے کہ سے یہ تیرا گوتہ ابرا
 فتحہ ہی اٹھائے ہوئی تیرے فلک ہم
 برہم کہ ہے جس کو میں کوئی میں
 مست نہیں تو ظالم تر عیب یا اشارا
 عرض الہی عیبت ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا
 مجھ سے ہے شیخیہ کہتا کہ میں دنیا سے منحصر ہوٹا
 آہی اں نے دائرہ نبی کے سوا کس چہیز کو چھوڑا
 طیش کی اندنوں دل نے نئی صورت نکالی ہے
 لیکتا ہے تیرا انوں کو یوں لیکتا ہے جوں چھوڑا
 عجب بن عجب اساتس ہے سودا کی اندول
 تو بھی نکساں کو ہا کے سنگار دیکھنا
 نے حوروں نے حکایت سے متوجہ نہ کیا
 نے سیرہ بلخ نے گل و گلزار دیکھنا
 تہا تیرے ہوئے درد و دیوار دیکھنا
 یا حاک کے اس گل میں جاں تھا ترا گذر
 انسکیں دل اس میں بھی ایسے تو بہر تعل
 کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکیں تیرے کو تیرا
 جو گیارہویں چور یہ ست اس سے کہو ہو رہا
 سدا وہاں کوئی ظالم تیرا اگر بیان گیر
 جس دہس حال دھوئے کے اما جو نکالا
 حسب مست جس سے ہو چلا گھر کو وہ لالا
 کہتا ہے کہ سے یہ تیرا گوتہ ابرا
 فتحہ ہی اٹھائے ہوئی تیرے فلک ہم
 برہم کہ ہے جس کو میں کوئی میں

اغزار امتیاز دارد الہی سایہ اش از سرمہ سر دایاں کلم سبا و جہنوں و فرار
 آدم کا جسم جب کہ غاصرت ل بنا
 کیس کوئی مرے تو ملے اس پہ دل میرا
 ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل صاحب کا
 سوجنیم آج ہے آلود گرد سے
 کیونکہ وہ چنگ تار سے لکھے کھنکھ کو جتنے
 زبان ہے شکر میں فامرکتہ بالی کے
 دل مت یٹک نظر سے کہ پانا بنائینگا
 خست ہے اعماں کہ نہک بکھلیں جسم
 ظالم نہیں کہا تھا کہ اس جوں سردراز
 دامن دراع تیغ جودھویا تو کیا ہوا
 منور اقرار عشق میں تیرے سے کو کہن
 کس منہ سے پھر تو آب کو کہتا ہے عشق با
 لواتی میں تیرے کو جے کی ہے یہ حال ہوا
 سودا ہرے جب عاشق کیا پاس آبرو کا
 سوجن آتش ہے سیل آنھوں سے
 تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا
 نصویر میری تجھ بنانی نے جو بھی تھی
 سودا سے کہا میں نے دل میں بھی لیکر دو

کچھ آگ بج رہی تھی سوغاتیں کا دل سنا
 گویا ہے یہ چراغ عربوں کے گود کا
 بالی بھی پھیریں تو خرہ ہے تراب کا
 دل خاک ہو گیا ہے کسی بقرار کا
 کھیل ہے خند سے میری جیوڑیا آتی کا
 کہ جنے دل سے منایا حاسن ہانی کا
 حوں اتناک پھرنے سے آٹھایا نہ جائیگا
 جاتے ہیں ہاں ہاں سے پھر آنا جائیگا
 سودا کا قتل ہے یہ جھپٹایا نہ جائیگا
 عالم کے دل سے دغ دھولایا جائیگا
 مازی اگر چہ پاہ سکا سر تو کھوسکا
 اے رویا بھیسے تو یہ بھی نہ سکا
 کہ جوں جیہ آٹھیاں گم کر کے بنی میں پھر چکا
 منتا ہے اے دیوانے حب لیا تو پھر کیا
 شاید اب دل کا آبا بھوٹا
 لدت کو اسیری کے کرایا دہت رویا
 انداز سمجھ اس کا بہزاد بہت رویا
 وہ کر کے بیاں ایسا روا دہت رویا

نیز کمال جمیع کمال نمونہ قدرت ذوالجلال دلش گنجینہ اسرار الہی و سینہ اش خزانہ انوار
نامتناہی است چنانچہ رسالہ در علم تصوف مسمی بوارادات مثل بر سر ایرج تصنیف
کرد کہ متعلق بدیدل است و دیگر ایات و رباعیات بطور سخاوتی و خیام بسیار دارد
باجملہ تر کہ المثنیٰ تاسعدی است کہ والد تشریفش خواجہ محمد ناصر کے ازاد بیٹے
رورگار و مشائخ گدار است یہ نسبت مریدی و فرزندگی دے اقتضایا دارد و ایات
دیوانش مرید ہفصد شعر از نظر گذشتہ ہر گلی لباب و تمامی انتخاب است۔

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا	تو ہی آیا نظر حد ہر دیکھا
حال سے ہو گئے بدن خالی	جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا
ماں فریاد و آہ اور زاری	آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
اں لبوں نے نہ کی سیجائی	ہم نے سو سو طرح سے مرد دیکھا
رور عاتق مزاج ہے کوئی	درد کو نقشہ مختصر دیکھا
اکسیر مرہوس اتانہ باز کرنا	بہتر ہے کمیات اپنا گذار کرنا
ہم جانتے ہیں میں ایدر دیکھا ہے	جدھر ملی وہ اوروں کو نماز کرنا
عاشق میل ترا پہا تک تو جی سے تیرھا	زندگی کا اسکو جو دم تھا و تم شیر تھا
کی تو قہقہہ تاثیر آتشیں نے اُس کو بھی	جب تلمک پہنچی پہنچی راکھ کیا ہوا دھیر تھا
شیخ کہنے ہو کے پہنچا ہم کشت دل میں ہو	زیر منزل ایک تھی کمان کاہی یہ تیر تھا
تو لیتے دل سے عیر کی العتہ تھوڑا سا	میں چاہوں اور کر تو یہ قصہ ہے ہر سکا
گو نالہ سنا ہوں نہ ہوا تیرا	میں نے آدرا کہ آیا جو تیرا
مگر کائنات نہ ہوں راز گت آگہ یہ دیکھا	جو کچھ کہوں سو ہوں نہ آگہ یہ دیکھا

نمود آج بتر حال ہے اتمان نہیں وہ
 دیکھا ہے تجھ کو در یہ ترسے ہے اکبار
 ایک جاگے تہہ پور کے غافل یا ایک غائب
 بیداری تجھوں کی خوشحال باہر
 آنکس سرو میں قبری ہے قیاد کی طرح
 کل قسمت ہمار تھی شمع صفت میں رو۔
 یا قہر یا نگہ یا وعدہ یا گاہ ہے پیام
 نہ نہنگی میری وقت کا نہایت عیاں
 ہر آنہ حال یہ اسکی باعث ہے سبک
 غرق چھتری بند یوں اسدل پر جسے دو
 قتل کے ایک دن آکر یہ کہا سو دل سے
 اب گن آتے ہیں کہ وہ کام نہ نیچر سیا ہے
 رہے سے کما غیر کو رکوت حسن
 انکار سل۔ یہ وہ کہ نہایت سخن یار
 نہ نہ کیا ہوا ہر سحر اس آتش کرا
 سو رو کا حال آئے نہ پہنچا کہ کیا ہوا
 یہ اتنا ہر طرف صاحب گناہ بنا یہ کہ تمام دیوان فتنہ است ہند اقلیم در شید نور پر راغ
 کہ وہ نہ اندہ و دوسر دل پر وہ تھمہ باز زخم کرا در سن بالیل حقیقی اور سارون
 آگاہ ثواب ہر شمع تلخ ہوا ہا ہا اللہ تعالیٰ ہر وہ اسے غریبہ عزت یہ است سر را با

کیا جانے تو نے اسے کس حال میں دیکھا
 یہ صرب ملک حیا پس دیوار ہی رہا
 آخر تو پھر ہی ، لہ جھاتی نہ نگہ اس
 اک ہم ہیں روسیہ کہ خراب و بگاڑ غائب
 نالہ کرتی ہے تو میرے دل کا کی طرح
 رو یا پر ایک گھل کے گلے آجیں کس طرح
 کچھ بھی اسے خانہ خراب میں نہ کچھ کچھ طرح
 نفس مجھے تیرے جھل سے تنگ ہو گیا
 نہ دیکھ کر مجھ کہتا ہے توح اہل فریا
 حوں پھر اہل طرہ خانہ ماتم سے دو
 خواہ فرد کس ہمارے رہو خواہ ہم سے دو
 حس کا شراہ کھٹے قمر کو دل عالم سے دو
 میرا کہا یا پاشا کہ نہ لاکا حمر
 میلانیں ہو اسے ہمارا کفن ہنر نہ
 تھاپی رہو یہ داغ عسم کہ کن شہر
 افسانے کے آب کو دیکھتے ہیں تو ہنر
 یہ اتنا ہر طرف صاحب گناہ بنا یہ کہ تمام دیوان فتنہ است ہند اقلیم در شید نور پر راغ
 کہ وہ نہ اندہ و دوسر دل پر وہ تھمہ باز زخم کرا در سن بالیل حقیقی اور سارون
 آگاہ ثواب ہر شمع تلخ ہوا ہا ہا اللہ تعالیٰ ہر وہ اسے غریبہ عزت یہ است سر را با

دردِ مست جان آرد و کہ خانوے او بولونختے دانتس اندوختہ اوائل حال میں نہیں لہ
 بہا، رمی گدازند جوں بادِ سکر آبی رسید رمقِ راجہ اگر لگ کر دید چاہیہ تا حال
 عروا امتیاز در رفافت اوست۔

اوسا بھی لیں تو کیا ہے ایسا کہ ہمارا
 اس خواہ اگر رنگاں بر آسان ہو ہمارا
 مے کلکوں کا تیشہ ہچکیاں لے نیلے روہیگا
 یہ جھلہ تمام ہی ہے آج سب تباہ
 قابلِ دردِ فیضی کے ہے منہ لے ل
 گیتس پر رین پر گھر ہیں چلے ل
 توڑا تھا شانِ سل کو کس حد سے ل
 رگ اسر جا۔ تا۔ گریہاں
 یہ جوہر گل سے دم مارا خیریاں گریہاں
 مہاں یہ مار کر ہونے لیا تیرے تیریاں
 میں وہ بہاں تھا کہ اوگا اور حل کیا
 مہرا ہوں میں تو اسے یہ وہ لنگاہ کا
 رہم ہی یہ سہا ہ لنگا تھا یہ رسالہ
 اسی کے نام کی کہ سن تھی صفا دھلا تھا
 اجداد سے اس کے ہاتھ سے رنگ سنا جو
 حسرتیں تیں کرہ ہنس میں آج کل کی

اس کا رخ منقطعِ قرآن ہے ہمارا
 ادیس و حصرو عیسیٰ قاتل سے ہم چھڑا
 سنانِ محبت بن بھر خندہ غفلت نہ ہو گیا
 اتنا دل اور دل سے طیش کر لے گاویں
 لکھا ہے ایسی خاک سے کہ رہا، روہکتے
 گل کی چھا بھی دیکھے دیکھے وناے لیل
 کر سیرِ جدِ باغ گلیں نے کل جن میں
 کیا میں سے، روشناں گریہاں
 حوں میری کی باہر جہنم اور دین
 گریہاں روزِ محشر کا اڑا دھجیاں کر کر
 اگر تھی حق مانع نہ ہوتا ہوتا
 آنکھوں میں جی مر ہے ادھر دیکھتا نہیں
 کچھ میں نہیں اس کی، یثی کا آتش
 لگتی تیسج اسکی نزع میں جی میر ہرگز
 نصیبِ جاناں ممکن نہیں رہا کی میر کو ہے
 تو ہماروں رشوار سے عاشق کی آہ

ہستی ہے حسب تکلیف یا نہ نظر میں
غافل جہاں کی دید کو معنی نظر سمجھ
ہر حر و کل کے ساتھ بننے ہے اتصال
ہم سمجھ سے کس ہوس کی خاک جستجو کریں
کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں نہ ہو
جو کچھ کے ہم نے کی ہے تمنا ملی اگر
دیا ہی اس تک زدہ دامن سے اسی
جی کے جی ہی میں رہی ت نہ ہو یا ی
دید و دید تو ہوئی دوست سے میری سکی
مرصت زندگی بہت کم ہے
حیر و شکر کو سمجھ کے وہ ہے نہ ہر
رزدے ہے نقش یا کی طرح خلق یہاں مجھے
لاکھابی دے مجھے ساتی کے یہاں کلاس ہے
نہ ملے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے
جس وقت مل سمجھ میں کہ اس میں جو ہو کا
وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
ہر چند میں تو نہاں رہی ہوں لذتیں

جو موج آئینے میں عجب بیچ و تاب میں
بھیر دیکھا نہیں ہے اس عالم کو خواب میں
درستہ درجہ ہے یہ ہے نوق آب میں
دل ہی ہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں
کس کام کا وہ دل ہے کہ حس دل میں نہ ہو
یہ ایک آرزو ہے کہ کچھ آرزو نہ ہو
کید صر لے پھرے ہے تو میرے غلام
اک ہی اس سے ملاقات نہ ہو یا ی
یہ جو میں جا ہے تھا سوا ت نہ ہو یا ی
منتقم ہے یہ دید جو دم ہے
سانپ کی زبست ہی تجھے تم بجا
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے
حالی ہو جائے ہے یہاں نہ کے بھرتے بھرتے
دگر ملے تو مشکل ہے کہ وہ مدام ہوتا ہے
یراں دلوں کے اکھیرے میں میرا کام ہوتا ہے
حواب تھا جو کچھ کے دیکھا جو سنا افسانہ تھا
لیکن عجب مزہ ہے فقط دل کے چاہ کا

شیخ انجمن عشق ازان فروغ نخل سخن پر داران جامع آیات سخاوتی مجمع کلمات انسانی
مجزوہ راز ارادت تحریر محمد تقی اسلمس میرا صل امتا دے دار اختلاف اگر آباد است

یہ الفت نے محنت نے مروت
کہتے ہیں فصل گل تو جن سے گذر گئی
شکار تو کیوں کرے تیرے لشک سرخ کا
تلے کی کٹکٹش سے کہیں دل میں ٹٹے
آجھ مارات بھی لے خون جگر سیکان کی
عاشق کے دل سے پوچھئے اس غم کو کون
کتنی تجھ یادیں اس طرح راتیں جگر کی لڑاں
سمت سودا ہے اسکے بار کہاں جاتا
صبا ہر ایک گل سے پوچھو گلشن میں تو جا کر
نہ اسکے قاعد میں دروازہ کو فرما دو کتا ہوں
یار دل سے سن لیا ہے اسبر کے نام کو

رباعی

اگر تیرے کی یار یاری دوں بھی گذری
نہا ہے میرے یار تو راضی رہنا
وہ ہم نے کی آہ و زاری دوں بھی گذری
یوں بھی گذری ہمارے دوں بھی گذری
واجب التعظیم والتکریم میر محمد حسین کلیم متوطن دہلی است مراتب دانش کس کرد
وہ سرایہ سخن سرے بدست آورده در علم عروض و قوافی رسالہ ہمارے دستیں زیر جہاں
قصوں ربان ریختہ نظم می کرد و سبب بعضے عوارض و مست ازاں باز داشت
حاصل کلام حمیں سنا عر و روستے است کہ ادرا پہلوان میدان سخن متواں گفت
قریب بیت ہر رایت طور تصیدہ و غزل بوضع اشعار میرے را بیدل در حیرت

میر محمد حسین کلیم

حال گلزار مانے کا ہے مانند شفق
 تو ہو میں تو دور ہے داماں و جیب تیر
 کر جسم تک کب تک جفا تھیر جاؤں
 صد آہ جی کے بار ہو ہے تیرے
 خوش آتی تجھ ن گل گشت باغ کس کہ
 ستو حین میں تیرے گل مسیر ہی ہے
 سمجھ ہے نہ روانہ نہ قفا ہے ہر باں میں
 تیرے ارد گرد ہر کو ہوں مائل
 کیا خط لکھوں کہ رونے سے فرصت نہیں
 تمام اس کے قد میں سناں کی طرح ہے
 جالندہ کا تو کر قصد تک لے جانہ حراب
 طفلی سے ہوا پیر گیا عہد حوالی
 مدت سے میں بکیت پر آوارہ حین میں

کوس کا فغان

زنگ کچھ اور ہوا کا ہے ایک آن کیج
 چھلکتا آج دیدہ جو مار بے طرح
 یک سینہ جھریں گزروں کی جان آراستہ
 کہ یہ مدد رو کھینچا کی کے دل کے یہاں
 صحت رکھے کلوں سے اما دماغ کس کو
 قربان ترے ہر عضو یہ مارک دنی ہے
 وہ نہ خوشی ہے تو یہ گردن زدنی بہت
 ایک عالم ادھر ہمارے کرے
 لکھتا ہوں تو پھری بہت تیرا ہے
 کھیلے بس اس حوال کی طرح ہے
 رہ گئی ہے یہی ایک سنی مسلمانوں کی
 لے عمر گزرتی ہے تری قدر نہ جانی
 نکلی ہے یہ کیسی ہوس مال فانی
 کو کے خال اصل ام و سے فرما اسرت علی است
 سلطان میرزا احمد بنصب پنہاری مقرر و ساہی گشت سلیقہ سخن بخشی درستہ دارد
 جیا نچہ ارسباق و سباق کلاست پیدا است جوں و این ایام و در ارا لمان ہندوستان
 اگر و سید آفات و ناہراہ میناس است پاس آبر وے خوش سفر گالہ گریہ و ہانچا
 رخت اقامت انداحت ارو سب
 دے اسطے ساقی میں رہاں تہم رآیا
 دل دیکھتے ہی ار کو ناہا کھنہ آیا

اکرم اللہ خاں درویشیہ و اب اصالت خاں مرحوم پارانہ علم مرتبہ اندوخت
لقانیہ سخن متعول شدہ تراستداش بچیاں مارسیہ برحاک افتاد۔

اگر وہ بت کسی صورت سے میرا رام ہوگا
تری ترحمی نگاہوں رکھا ہے ہم بل کر
ہر اکرم سانس ہو کر بھانجھ دیکھ سکتی ہے
ادب ضرور ہے اس خاک آستانے کا
نخل آتش عم میں دل میاب کیا جانے
ان لے سے کنارہ کب ہے بحر کا یار
سامے ہوتے ہی بھیرش نیل دل کے
طالم کردن یہ ظلم سے فریاد کہ تھک
میر فرخ علی از سادات قصبہ آادہ است دریا ہے پتیلی میگا از دہن سلیم
طبع سقیم ارداکر شعرا سی رطراز گاہ گاہ طور ریختہ میر فکر میکند خوش غوغا
دآئنا روسے در نہا، ادست۔

استدراجے ہو کبوں اے ہوتاں آتھا
گو ہوا نیرین تجھے خسرو کی دولت کا مال
چشم سے نور گیا تن سے تو ان دل سے صبر
سیاں ہدایت اللہ ہدایت تخلص میکنہ زاو گاہ او دہلی است مرید و شاگرد
عسرت حواجہ میر صاحب است بیاراستنفا میکنہ زندہ آرو مردہا نمی ریر دما بکل
مروے از قوم فاعنہ ما این جمعیت احلاق و احوال برخواستہ لالہ سندہ رائے کر

بھی

ہیت

روزِ مائلِ ترتیبِ یات از آنکھِ اکبر بدستِ فقیر آید نیست۔

تکھے رقیقِ عارضے کام کیا عوۃ جا ہے حق کو تلف نہ کر۔

یہ ازل کے دل سے نصیب ہے کفِ یائے آلودار کا

ہر ایک اعصابِ میرا کوہِ خمیر با کنہاں تھا

وہ دن گئے کلیم کے کہ تیرے سگِ تھکا

تو مجھ سے بڑھ کر کلائی ہے آیتِ کجگوئی

رہ گیا میں تیرے کوئے میں گرفتار ہنوز

آفتِ ہوئیں نہ زلیخوں سے گل گیا

کیس جس طرف دیر نے میں ہو گا

تو گلِ اپنی حویٰ یہ کب نہار کرنا

جلا جاتا تنگل کو پروانہ کرتا

آپ کہ حویٰ میں ہر بخش میں گم گیا

ماع میں مائوں ہر گرتے رخصتِ غم گیا

کر پڑا ٹوٹا آسماں لے دل

انے کیا تیج و یار سسا میں ہم

عرضِ تم سے جیکے احوال ہم زیادہ کو پہنچے

سمجھاتے تھے ہیں یہ جیسے نہ تھے آتشِ آگ میں

دلِ آتشِ ہوں آہِ دگر ماہوں

بروزِ ہم سے آوازِ تیرا ہے

رکھے ہے انتظارِ دیدہ بیچو سے یر موسیٰ

آتی ہے دلِ قلیلِ دنیا سے اسکت

درانے سے سب راںِ رملِ یارِ کلیم

ہو چکے ہیں گزشتہ دنوں کے سب کچھ

تیرا دل اس کے عجب سے مہرور ہے

نشانِ محوِ دلِ کامتِ یوحیو یہ مجنوں

لہا با اپنے منہ سے حو ہمار کرتا

دفا کا ہوں یہ سب تم ہیں تو زہرا

سمرِ رتہ کا نایا کبوج ہر گز لے کلیم

یاں ناؤں مجھ سے مجھے ارسِ کلیم

پوچھ مت غم کی داناں لے

ہم سے یو چھوڑ دیتے ہو تراب

عروسِ ملک نہیں کسی داؤد کی پہنچے

تیرا آتش کہ دل کا کہیں تھکا نہیں رہا

بجز ناگھولے سیدرِ دستِ ہاتھوں سے

آپ دہم تہم کی سے چھوٹے گا وہ پہنچے

اے قلندرِ جهان معنی میں داد تو لے سخن کی اگر دی
 یارس اور ہمد گرد کھایا ایک ایچہ اعجاز ر ملا کر دی
 خواجہ حسن السدائے تخلص بہ بیان ہنگامہ آرائی سمست اشعار است دریں ندی
 دستمایہ دار و میش اریں کس کے حال فغاں در آہی وہ نثارِ علاقہ محبت باد سید ازند
 دریں ایام بیکار است او تعالیٰ درخورِ مراد جمیعت ظاہری و باطنی کرامتیں کنا د
 وہ بھی کیا دن تھے کہ ہم آن خوش بھری تھا در کے باہر مدعی حوں صورت دیوار تھا
 تھا ایک لمحہ جو کرنا نہیں ہے وہ تو مریا ہوں ستم ہوتا اگر لطاف سے اس کی جو میں کرتا
 مصلحت ترکِ عشق ہے نصیح ایک یہ ہم سے جو نہیں سکتا
 یہ لوگ منہ جو کرتے ہیں عشق سے مجھ کو اہوں سے یار کو دیکھ لے ہے انہیں دیکھا
 کیا چلے تھے راز دل کہے کو اوگوں میں آپ بھی مطلق ہوا داس کو بھی رسوا کیا
 بیاں تیرے کو چسے جہان ہنگامہ میری ماں تو ہاتھ لٹا رہی گامہ
 ہو حیرت تو بھی اس تمام ایجاد کی طرف کافی ہے یاں اس دل ناد کی طرف
 اکروں تنکوہ در عوسم کب تک بہر حال صبیحا تو ہوں اب تک
 کچھ بے ادبی کی ہے بیاں تو بے ادبی سے ناحق کوئی دیتا نہیں دست نام کسی کو
 حسرت پہ اس غریب کی آئے کل کو جم بالیں یہ جس کے یار دم و ایس نہ ہو
 حاد دتھی سحر تھی بلا تھی یہاں سے وہ تری نگاہ کیا تھی
 کدھر ہے کہاں ہے خود بدلی تو ہم سے تھی کھو تو آشنا تھی
 مارا ہے بیاں کو بار جس نے کیا جانے کونسی ادا تھی
 مت آہو اے وعدہ فراموش تو اب بھی جس طرح کٹا روز گذر جائے گی سب بھی

میکار خالغہ ادنا ہے است حیرے تو آحت میکہ و منت قول آن پرسر و دش
 خود میگردیوں ہمایہ فقیر سکونت وارو
 مہارے جورے تلو کہچہ کیا ہوگا
 کچھ اور پس چلا ہوگا رو دیا ہوگا
 روتے ہی روتے گذری ساری رات
 پھر گئی دل سے ساسی کی سی لہر
 سانس حبیبی ہے گویا زکشی تیرے
 درہ مشق کا لپ پی لیا کم از کہ میرے
 ہوا جو کچھ تھا سو تو میرے یار ہو چکا
 مزا بھی کر ہوا کہیں ایک بار ہو چکا
 آگے خاطر میں جو یاروں کے ہوتے میرے
 وہی جانے ہے میری جان کس پر گداری
 کس کی شادی کس کا غم ہے
 آئے شیشے کرم کیلے
 بیخ کچھ تجھے اپنی بھی خبر ہے کہ نہیں
 بدہ شکہ قلندر تخلص ہندویرے است عیال از نعمت و نیا خٹے وافر داشتند
 اور اتوریدگی دواع دریافت از جویش و قوم خود گسیہ یقینند رہے برآہ
 چٹک کیا ہے جنوں نے آکر دی
 تجھے مل کر ہوا میرا دامن
 ساری عقل، تردہا کر دی
 تو نے اس دل کو کیا ملا کر دی

نذر

در تیس دارد و دو را را تا گردان خال آرد می گیرد

یرعه کے محض خط کو یہ جواب دیا

ما نہ شوق کا جواب نہیں

مختار فقیہ در منہ تخلص می کند در عنوان سبب جسی دل صریح دانت شاه ولی الله

انتہایان کو در طے نمانیہ گزشتہ مستاہدہ حواس عم از سر لوی گزشتہ چوں گل رسا

از رنگ و بوی و فضا اثری ندارد باید که تغیر سجتہ مرزا جان حال مطہر بیوست

مدتے بخیریت ایشان است خاصہ آگاہی کرد تقایید عن سنجی برآمد جایجہ موسیقی تہ

مع دیگر ابیات مرصعہ روزگار از دے یار کار است

نصرت کت بھی کہ سنجی اور بڑی دورانیہ

الہی مت کسی کو تیس رخ و انتظار آئے

صدر تیس رزم شعرائے متاخرین انعام اللہ خاں صاحب نقیہ تاسو صاحب سزا

یگانہ حصہ روحید و ہر است با حلقہ حبیبہ اتصاف دارد دو مصرع الزمان ہائے

حائمہ سحر از سن بایں ہمہ لطیف و خوبی می زیاد کہ خبر و استماع دل عثمان خطرات حولہ

شدہ ارویدہ فرو میگرد بزرگ استس دل بہ ہر اقامتہ و امتداد اکثرے از سرفرا

و در سائے آن صلیح سحر است ایساں اسعاص معنی می کرد دیووں والد تیر تیر

بدر الحکامات رسید حمید الدین حال کہ لقب بہیمچہ بود صیہ خود بہ آن مرگوز نامزد

کرد دایں منی را بموجب افتخار خویش دانستہ العمل نمان موصوت بمضرب ہزار و الف

سرداری دارد و تیس ہم خیاں خود معرود موقوف است بہ تعالی سلاست دارد

ہے تیرے داغ سے تیرہ سوزاں میرا

غم کے ہاتھوں نہ رہا کچھ بھی رفو کے قابل

آب زنگ لگ سے دیکھا ہنگستاں میرا

سکد سوار ہوا چاکٹ گریباں میرا

در رسد

تیس

عس واسطے ستہائی بان کی مقدار ہے
 کول کہتا ہے اوفا تجھ کو
 یہاں کول کی اسباب یو چھتے ہو
 آجھ دیکھو اس پر اس کے بھی آجھوں
 تہ تک نہ سکات سے آئی
 آئی نہ جگر سے آہ باہر
 نفس سے نہ یہ بار وہ ہوتا ہیگا
 چو نہا و صا کو کہ آہستہ کیلیں
 گوج ہو یا ہے یہ بھی تو سیاہ ہے
 کد ہے اقرار ہے ہمت ہے
 تباہل کے فراں تباہل کے کھنڈے
 یہ مجھ ناتواں کا گریاں یہ ہو
 میرا گے حجاب سے نہ نکلی
 یہ سیخ کباب سے نہ نکلی
 عالم کے عصب بجان کھوتا ہیگا
 رانوں یہ مرے دوست تو ہیگا

سیادت، دنیا، مٹھل، میر، طلب، حوت، اس سے نیک ہے است خط شکستہ و شعیائے خوب
 می نو سید تہ، ار، و متقی، آگاہ، ار، مبادی، حال، تیر، خلص، می، نمود، چوں، اورا، با، تیر، تھی
 سوا، ضا، افتاد، ار، ال، باز، تر، تخلص، کرد، ما، فقیر، قدم، آتے، ار، دو، از، سخا، کہ، داخل
 تو، سخا، و، اد، نسبت، است، بہ، ہم، فرنگی، اکثر، در، مار، علی، ملاقات، میتود

یہ ہر جس سے اس کے وہ محسوس ہوا
 تجھ تھی اس الظالم کوئی کسی ہے گردہ
 آہ آہ ابھی رو خدا کی پس سے دبا ہے
 آنکھیں جو لگاتار تیں تو راہ تو ہیں
 نہیں دیا ہے مجھ کو جین کیل بقرار سی
 جیں آتا ہیں مجھے یارب
 اپنے کھڑے سے جھکنا ہے کیوں جو ہوا
 ویدہ ہیں ہو گریاں ہیں لہے تو تم دہ
 منکھل ہے اگر جو نکلے یہ تہہ ہو بسدہ
 یہ ہیرا اگر کرنا بیسار نہ ہوتا ہیں
 نیک جھکے تو دکھلائے کہ میں ہیوتر نہ ہوتا ہیں
 دل یہ اصطراب ہوں کس کا

میر جس ملی توحسب سیاہی پیشہ است ہمیتہ بروزگار عمدہ گراں بندہ اکثر شرفا رہی

یہ

نہ

کالی بھی نی گس میں مایہ بھی کھایاں ہیں
 کوئی یہ بیاہ سنا سمجھ پھر کر عاقبت ہر تھکے کا
 اسیران نفس کی امید ہی برہنہ رکھو
 سمجھنا نہ دیکھا کر ہوجائے گا دوانا
 اگر جیت میں آت ہے اور ملا بھی ہے
 یہ کوئی بھبھ ہے جس خاک میں ملائے گا
 سب بھراں کی جست کو بولے بیدا کیا
 بیل کی گرمی سے بھاگتے آتا ہے نفس
 اس نشی بوت سے آعوق رگیں کھٹے
 جھٹے ہم زندگی کی قیاسے ارداد کو بچھے
 یہ لٹکا کام کچھ اس صبر سے اٹا کر آیا ہوا
 ہمیں جہنم ہے موت یا رخصت کیا ملے
 دوا ہوا ہوں میں جی دے چھوٹ کے سلیم کا
 جھجھجھ یہ اتہم کی یاد اب سوں عیاں
 بدستہ ادھار آتیاں کو عبدلیہاں کے
 ہمارے لہ لہاں گزرتے تھے جی جھاکوئی
 اتہم کی گھٹا کہ ہو تو سہرا
 اٹھارہ اج وندت گریں میسر باقر اٹھیں سچیں
 اسیں علاء دور کار درہلی بود احوال کہ کساد ازار ہی مردم کار است مگلا رفت

کیا کیا تری حنائیں ہم لے اٹھایاں ہیں
 گد راتیں یہ سستی سے یہ روانہ کی کدیں
 بہار آئے تو اے صیادت ہلکے صبر کو
 آئے کو کہتے ہیں اے توجہ پری جا
 راراضیں یہ خصل کچھ بھلا بھی ہے
 کسی کا دل کبھی یادوں لے ملا بھی ہے
 خودں رتے ہیں یہاں اتوں کو تویری ملائے
 دیکھے مجھ ساتھ حوایاں کی جب دلی کیا کرے
 جی میں ہے اس صبح نور کو نصیب کئے
 ذہنت ہے ہمارا حوایاں کو کہہئے
 مری دربار ہی شاید مری فریاد کو پیچھے
 جو گزرتے سر پر تھوڑوں کے سہ جلا دیا جائے
 رہے کے مرنے کی طرح فریاد کیا جانے
 کیا کچھ کہنا تک ایک ہم گدے گریماں سے
 سبایہ بھی ہوا حوایاں ہوں ہر آخر گستاخ کے
 کہے گا سیر کے کس توقع یہ روانہ کوئی
 کہ کوئی دم کو یہ پیار صبر کرتا ہے

موج دریا کی طرح بطن میں اٹکتا ہیں
 روا اگر دیکھئے اس کو کبھی کبھو میرے نہیں
 میں تو طالع ہر نہ کروں اس کی دعا کو لیکن
 کیا بدں ہو گا کہ جس کے کھولتے حاکم نہ
 رہا میں سیمرا موسیٰ لدت کی اسیر ہے
 اگر میر کر نیں اس توج کی خاطر شاں کرتا
 کہتے ہیں کہ تیرا آئے کہ کو آتی ہیں
 ناچار دل ایسا لیا حاکم میرے قفس
 جو کچھ کہیں یہ تنجو یقین ہے سہرا تر
 کیا کروں تر گان تر کے ارے ڈالو
 خال گورے مہ کا لیرا ہے مکر دل کو جیرا
 دل میں کھنچا ہے زہمیںوں سایاں کی طرف
 اس ہو میں رحم کر ساقی تو نے عام تر آ
 ہمارے درد کی وارو اگر کچھ ہے تو دارو
 حب بچھتا ہوں تہا تجھ کو جس میں
 محنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے غلغلی کو
 یقین سے جلتے ملتے کی حسد کا پتھر کر گئے
 کرتا ہے کوئی یارو اس وقت میں میری
 وہاں اس پر تو خوں سے حوشتا ہے

کہو کہ بکھیہ کوئی اموال پریشاں ہوا
 آئینہ سے کئی لگا کیا دل پر الہ میرا
 چھپ سکے کیونکہ افسانہ خیم ہمایاں میرا
 رگہ گل کی طرح ہر اس معاملہ ہو گیا
 اگر یہ جانتا کہ قفس میں شیاں کرتا
 خدا سامنے فایر ہے یہ تج میں چھان کرتا
 دل سے یہ ہوا کا آواز یہ سے کیا ہو گا
 اس صحن کا ہاں میں کوئی قدر دان تھا
 سندھو تو نول کا ہوا کیا مدان تھا
 آج ما دل سبطی اے ہر یہ یہ سگے دور
 ان نگ میں مایہی راو کو میں ٹیٹیں جویر
 خوش نہیں لکنا نظر کا ساماں کی طرف
 دیکھ کر سیتاق دروازے ہے ارا کی طرف
 یہ سب کچھ سکے اتنی بات نہ ہوا کیا کیا
 کس طرح ہاں آرا نہیں ہیں سر سے نہ کیا
 کیا مہ آ کر لکھ ہے مارا دروا میں میں
 یہ کھ کا دروازہ لا مارا کھ کھ مارا
 جتا ہے یہ زرا کیا کہو اور سیریں
 کسی کے کام کی یہ کیا کہو اور

دل آتشفش ہو کے کیا لیا میں
تسک زلف میرے لے لیا ہے
خاکسار اس کے تو اکھڑ کے کہے مت لگو
بیج قاتل سے ہوئے نحر دم سے لہجہ ہم
کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر
کیا ہے اس کے حامل میرے تھکائے
خاکسار تاش مخوار کو لقون سے کیا
قیام رہا بھی ہو کی تویری ملا
روئے سے خاکسار کے روتا ہوں کوئی
عشوہ وایہ کو تیرے پیار سے
تاناہ آہستہ کیجھو محام

لے جانے خراب کیا کیا میں
مجھ کو کیسے سہرا نہ دلا ہے
نہ کو ان خانہ حراوں ہی نے پیار کیا
روز مختصر کو اٹھیں گے گورے انگیر ہم
یہ مگر تم کو یہ سار کرنا ہے
آہ حوں ملے ہے راحت تو دے دے میں
اسی دیکھا تھا میں میں زندہ بچائے میں
مٹھے داد حوام کی لافنت کہانی
اس مافناں خراب کو یہ نگاہ خدا کرے
یہ تیرا خاکسار بنائے ہے
تار اس رلف کا کرباں ہے

صلاح الدین بکین ستار جو بے است و نل را از خیرج شاسد ہوارہ بارہ کتاب
شراب متزل است نامست طافح فتودوست بردار را دوست
حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجھ کو دیوانہ کیا تجھ کو پردہ زراو کیا
خانہ بر انداز محبت حراں میر عبدالحی تخلص تباہاں جو لے بود نہایت حسن
جلال ہمعبت یا ماں حال باوجود لیلی افش مجنوں را داب محبت آموختی واکمال
اکجس آرائی مع دار دایع بر طار خوشی اخلاق حمیدہ واد صاف بسیدہ داشت
آخر حال رفاقت نواب عنایت اللہ خاں تیممئی گداوہ ہوں و نور دل تار
کتر تھا کہ در طوست فضل بہر سادہ مستحق کردید ہو ہیں اہل از جہاں را بستہ

وہ کہ ہے ملک سلم سے یکتا ہے
جو سلیتا ہے مرہ عالم تہائی کا
میں تو زندہ ہوں ترسے جو روح کا لکن
سخت و ٹھکرا ہے مجھے اصل سڑائی کا
فرما مرتضیٰ قلی وراق ارلاراں تو سخا نہ ادشا ہی است اکثر تعرفاری بر طراز
دور سخن سراے سلیقہ در سہ ۱۰۰ ارہر حید آں طوطی شکر تنگل متولد ہندوستان
است یکس نظم کلاستر ہانا انصحا۔ یہ ایراں۔

ناتا اس جن کا کر کے وکوتا آئیائے
کہ یہاں تک لب تسمع عجمی کو برا کر تیا
اسیرن کی تسم ہے اکسبا سچ کہہ گلشن میں
کوئی اُن ہم تو ایواں ہیں بھی یا کرتا ہے
میر محمد یار متخلص خاکسار مردے است حتی از حادماں حضرت قدیم تریف
حقیقت تکیں و باعقا و نو تریف ہر حید حس بائسا و غیر آست مار سرستہ مزاج
نی آرد لیکن ہستیں تاب تنیدل حواہ ندارد نما میں از تمام عالم سکی است
جیانیو حضرت تم مزا رفیع صاحب نقل می کردند کہ روز سے مند واس غریب سنا
مرتضیٰ قلی وارو بودیم اس اما بے موقع وقت احتیاط تقریب سکوہ میر تقی میان
آورد و محصار تکلیف ہجو میر مسطور کرد ہرگز اس معنی را یکیس قبول نمود مگر ماس طر
ہاں بخطہ این مطلع را منوروں کردہ حوالہ اش مودم

میر کا کھڑا ہے بے تہا گل ریزی ہے
یہ بھی اس کا جو میں دیکھا سوچ نہیں ہے
بمجر و شہید قریب بود کہ حاضران مجلس از فط حندہ ہلاک شود و ایساں سیر
در تنور جوں ساعتے میں منوال گزشت دید کہ یاران دست از خندہ مرمدارند
نکشا ہے رنگم خود کرد و قضا بر حاست ویر و یوچ و خشو کہ در دنیا بود تحویل سامعہ میرزا
دیار اش نمود ہر چند مردم روسما جت آوردند ہر سچ فائدہ کرد اند آروز ترک فاس

ہائی

ماکر

کیا کہوں میں احباب دل مبارک کا
 اسے دلیر برائے۔ سب کچھ
 بنیادوں کا تختہ کے کرنے کیوں نکلا
 ساتھ تو واسطہ عالم پر گئے لکنا میں
 سے میری خبر خیر میرے یار کی کیوں کر
 دن تو تجھے عاقل ہے تیرے مرے اماں
 قنصل گل حشری ہنگلش میں آیا رہا
 غم دل میں ہے خبر کا ہواں بے مل کا
 تیرے خواب نامہ ہاں کو کیے پر اب تک
 تو بھلی بات ہے بھی میری نفا ہو ہے
 تیری اروے مراد نہ پیٹے گا ہرگز
 آج تھمتے نہیں میرے آئے
 تیاں کیا کروں تو فی میں اپنے
 یوں نروں لفظوں کچھ ہیں گویا کہی
 مرگے سے لو نہیں میرے کچھ آتا ہوں
 چشم و منہش و دست و پا دیندہ آنر منہش افسر فریق بختیار فی نفس و عین
 یاد دے اشرف اہل ماں وزیر الماکہ غازی الدین خاں بوالا طرے
 ونگہ دوئے معروفہ اہل احوال ارکرت استہام محتاج بکواریت سے
 آج ہر گز محال اظہار ہائے دوسرے دیار اپنے اور ایسے کہ فقیر اس حال طرح کر رہا ہے

نار و لعل

آج جو دیکھ کر نہ ہوا سہا سہا
 کچھ ہی رہاں ہو حق کر سکا
 اماں اگر ہر دل بہت تو آرام نہ رکھا
 میں کرتے ہی کرتے آہ و بانی پہنچ
 پیار عیار کر کے ہمار کی کیوں کر
 سچ کہہ کہ غیبت ہے سب تار کیوں کر
 کیا لبیاں نے دیکھ دوسرے چائیاں ہیں
 ہر گز کبھی طرح مجھے آرام ہی نہیں
 حاسد بھلا دالہ سے لیکر حواس
 آہ کیا چاہتا ایسا ہی راہزما ہے
 گوشت اخن سے بھلا کوئی حلا دہا ہے
 میرے کوئے کی راہ یابی ہے
 مجھ بات کہیے کی عادت کہاں
 ایک بھیر میں جیسے ہوں کہ بھلائی
 رحم کر رحم کہ جتنا ہے یہ پیار ہوں
 چشم و منہش و دست و پا دیندہ آنر منہش افسر فریق بختیار فی نفس و عین
 یاد دے اشرف اہل ماں وزیر الماکہ غازی الدین خاں بوالا طرے
 ونگہ دوئے معروفہ اہل احوال ارکرت استہام محتاج بکواریت سے
 آج ہر گز محال اظہار ہائے دوسرے دیار اپنے اور ایسے کہ فقیر اس حال طرح کر رہا ہے

مردگان را بر پیکر تو اسرو کردی چنگل کشی
 یار و یار که ز آتش سوختند بر لب دری
 دیکجا این را با حال باک احوال چشم را اضم
 کس که نکو بکشد چو این سوختن در آتش
 بخور و بپوشد را را با حال باک احوال چشم را اضم
 گشتی به بهار و بهار که منور و بهار
 کشته شد و در یک آتش به بهار گشت
 آتش از آتش به بهار که منور و بهار

سودمان را بر پیکر تو اسرو کردی چنگل کشی
 فکر و خیال را بر پیکر تو اسرو کردی چنگل کشی

یار و یار که ز آتش سوختند بر لب دری
 مطلق علم که ز آتش سوختند بر لب دری

محمّد بن قویس بن عیسیٰ بن عیسیٰ بن عیسیٰ
 افکار او که گشت و گشت و گشت و گشت

نقش از من به دست تو کشیده شد

تسلیں یاد گرفتہ تکرار آں نہ اہل فتور باجملہ مذاق محس در ست دار و خصوصاً عرل
را رسنگہ خمس کند کہ زیادہ اپنے حوائج کل جان ناخن مل زند

نہ ترے تن میں تل ہی کو ملاں دیکھا
رستیاں ہی نظر آتے دل زماں کا
تو کہ مال ہے تیج ابرو کا
تیری اعصابیں تھ کر سے میاں
راقم ہوتا نہیں ہم آجوت
خاتمہ ہے تہ سے سائے راقم کو اسٹول
مجھے پیچھے پیر دل سنک کی طرح
ہے زلف میں تیری جائے عاشق
اے عشق تو اس طرح مجھے مار

دیکھا ہو جسے میں کوئی سز میں نہیں
سنے تھے ہم جہاں میں ہر اہل کرم کے ہاتھ
مرے مے پے سے راہ کریں بیگسارا
کیا کہ ہے تو مے سینہ صد جاک کو گل
مصیبت میری ہے کہ تیری محنت میں
اگر تیرے جیتم گریاں کم ہیں
از نے کو ایک دم وصیت ہے
یہاں کہ قبو اٹا ہے تیری جفا کو

یر تھم دل ہو سبز جہاں سو کہیں نہیں
آیا جو دید میں تو کم از آستیں نہیں
نہے وہ عمل کہ مجھے بسبب نجات یاراں
سر و دلا کے تک ایسے گریاں کو دیکھ
اپنی رحمت پہ بطور کر میرے عیساں کو دیکھ
موج دریا ہے شکنج آستیں
ہوئے دل میرا اگر زیر زمین
نا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

تجھ سے دلبر غریب دہا کو
 زندہ کر رہا ہے مام عیسیٰ کو
 میرے حیرن کا اتورامے میں شہر ہے
 کہ ہاں عمارانہ بھی گر رہے
 میرے پاس ہی یک دم گر رہے
 لے لے رہا ہے تیرے حال ہنگامہ
 مام نفیس پاکے یا مال ہو گیا ہے
 یہ ہو کر یہ کا حاسہ آبی ہے
 رشک آئینہ حساسی ہے
 دیکھو تو کوئی - یاں سرا تو نہ کہ نہیں
 قیس درار سا اہم عالی و مرد وہ نہیں
 مجھے تموار سے لے سے تبو بخ جس ہے
 خاک تو تن میں کے ہی بنی خبر نہیں
 آدم کا درگاہ ہے کاک کا گدڑ نہیں
 اب روتا ہے کیا موی کھ ہونا تھا جو کیا
 ایک سال بساط میں تھامیں وہ بھی کھو چکا
 ہے تو دیوانہ رانے کام میں تیار ہے
 جان : اب آمد حاضر ہے گرد کا ہے
 لئے ہی جاتی ہے دل وہ فیض ال کھو نہیں

یوسف بھرتیا ہے کوئی
 حرب تیرے تھے لب کا شوح
 - - - گئے وہ کو کہن قیس کے جوتے
 تیرا رنگ - - - داس قدر زرد ہے
 آئینہ دو رخ میں کہنی - پڑ
 آقا کا عیا تھی ز - یاں کال ہو گیا ہے
 کاہ راہ رتو آؤ اس سیر کو گشتن
 تعزیت وار سے بتا دل ہے
 دل یہ آبا میرا محسن
 اس کا کہ چہ میں پہنچے اس تب کا جی رہا
 طبع ارک کو دے ہاتھ میں بکھو تو کہ میں
 کیا سارے ملی عاشق الٹا بگئے
 کیا حاکم وہ تیرے کدھر کدھر نہیں
 اور یہ یہ نہ کہہ رہا ہے نہ جان
 لے لے لے وہ ہانماں لو لو اماٹ لویہ کا
 میرا ہر میں نہیں تو بلا تھیم کیا کروں
 دل میرا اس سے ہر تار زانہ یا ہے
 اور یہ عاثر تھمرا کچھ نہیں رکھتا مگر
 کہ تھم خبر نہ کی تو مجھ سے کہیت

اور کو تو ال تہر کی رستہ پہ ہے نگاہ
 کوئی جو چھتا ہو یہ کس پہ در خواہ
 حوں گل ہر اے حاسے گریاں لڑیہ ہوں
 آیا تجھ کو رحم نہ مال یر کھو
 دیکھنا نوٹ اسکے سزا ختم ہوا
 دیو کا کیا خواب حد تک نور و نور
 کر لہے خاک کھل کر آتے ہیں سر نو
 حوں بکر میں میں بھی تو دامن کشیدہ ہیں
 بل غفلت ہیں مجھے آرام ایک تل
 ملال کر ہے مجھ سے تو غافلہ تاب مل
 غافل ہوں اس کے رستہ نور
 اسے حیرت نا اہل حلقہ بید ہوں
 جو چھپے تو کھو کہ ترا گ کیوں گرد
 کتابت کا دیوں شمع چراغ نور
 تو کون ہے حلقہ ہے چہ سے اینہا گرد
 میں گیا کہوں کہ کو انہا سے آواز
 جو کچھ کہوں کہوں غرض آفت یہ ہوں
 غرض اٹھ حسین تخلص تخلص متا بہاں آواز نہ وہ نور خال
 در عہد عالمگیر بادشاہ نو صدار ملکہ سہر مدہ و ہر میدانہ راد سورہی اس ملک
 چون ارکان سلطنت ار احوال امتا نہیں مروضہ غافل و افیع شدہ ار شماراں
 سقدی قلیس در سالہ گدہ دست می نماید بق تعالیٰ ملالہ دارو
 سرت ہر ہے انہاں خون کی کا بارو
 اے صوبہ مدہ در ملال پہنہ انہاں
 محض محسن تخلص و انیسہ نو خواہ متا خلف الرستہ یدیاں سن کہ خواہ مراد
 خال آرزو ار طعیرہ خیالہ مراسب خواہ اگر حید سے خواہ کر دلسیہاں
 یر تہ خواہ گفت۔

اوسے کو کہنے میں جرات نہ ہو سکتی تھی
تسا کو ہے قرینہ اُبیس دی
ایسے سے ترک کر کے یہ ہو سکے یہ ہو سکے
جیتے ہیں جیل میں رہتی ہیں تہہ نال
وعدہ بالکلیل یہ جھسک رہا حوا و عطا
حاجے لے نہ رہتا رکھتی ڈیل لٹھا
میرا لیا الحسن و حسنہ چندے منزل روح میں بغیر گار، خود مستان گشتہ صحرا
عدم متناہت

میں تو صریح روح سے کی تھی تجھے خبر
کہہ کر یہ شہسوار ہوا، بھری ہوا
حس باہر جا رہا، اسے ریت پر چھو
نال اگر سہل نہ ملتا ہی چہ نہ یاد
سینہ میں رسول لیا دیں گے فیدائے
گردن کا اس دلاں میں تدبیر کھوایا
سال کس امید نکل جاتا ہے، جی میرا
کس چھوٹے کیلئے تجھے حبس لانا ہو
جس سے ہوا آزمائی کا رشتہ نہ تڑپے
نہیں، نیک سے نکل گیا بارگاہ ہے
سیدنا ہر ایک پر حق تعالیٰ کا

کہ رہے تھے تباہ ہوا، ہونڈ خستہ ہیں
کہ رہ کر نگاہ ہم کہاں نہ دھنیں ہیں
ایسے مقام سے انار ہو سکے یہ ہو سکے
زخم میں اس سے بھلا ہوا، ہو سکے یہ ہو سکے
ترک سراسر نہ ہو سکے یہ ہو سکے
اپنی تو آنکھ بھرو دیا ہو سکے یہ ہو سکے
خود مستان گشتہ صحرا

ہم نہ تھا تو اس گمراہی کہ مرا کام ہو چکا
خوش نہ ہو رہا، بے آنکری ہو
گیا کہ میں کہہ رہا، گداری ہوں
خیر تو ایسا رہا، نہ ہو کر ہو
میرا سکے دل سے کبھی کبھار کے توڑیو
لگی جھپٹتے رہا، اس کی بچھڑکھوں سے
جیسی تھک رہا ہو، جی تری تھوڑا کنوڑی
صبر کا نوہلا ملے سکے، کہتا ہے آتا ہوں
گھنٹوں پہاڑ پہ توڑیو، کہ بھیر جڑے
اسے ہمارا بانی رہے گی، اکیلا رہے
نہر کا، اس کا منظر سہی ہے

حال بلب ہوں میں کل جاوے جاں نہیں
 دل میں حسرت ہی چلی ہے کہاں کہیں
 کتنا کج کی حالت میں ہوں میں اس
 بھی لے مرے دنوار کساں کہیں
 جس دن تیری گئی ہے راز
 ہر ایک قدم میرا میں پتھر جگر کیسا
 میرے خیر ابتدا میرے سوا نہیں رہا
 دل لیا ہوا ہمارا شاہراں روزگار سخت تو رنما ہر
 حالش آراستہ تھک رہا ہے حال
 کہ باطن میں تیرے سحر و لالچ ناستد
 جنت کا مست و وقت وہ نہیں لے کے
 آج وہاں بھی سہلہ لہے تھکے کھٹکے کو
 حوں خیار میں تیرے لیے نہ لے لایا ہے
 سب مل کر وہاں کس شہر پہاڑ پر اچھا تھے وہاں
 مغال میوے سب پہاڑوں کو لڑا ہے
 کیا نہیں مارا ہے تیرے ہاتھ میں ہاتھ
 دالتس آگاہ شاہ قدس ہمارے سائے میں
 جس کا ترک و افغ است در عشوان شد باب حیدر کے
 ایتان پہلوئے حیدر کہ ترک و افغ است در عشوان شد باب حیدر کے
 کردہ بسو دے حیدر وہی اسما و باکریت ارسلانج رو رنگار و روح واد دالچوں
 کار ہمارے کردہ تقدیر است اور از جھستہ تیرے کہ اس طائفہ کتا و کارے دست
 تداوہر حال بزرگ است تیرے کہ تیرے روزگار الہامہ اور دلتا مشہد کرو
 و بمقتضائے مبارک است تیرے روزگار الہامہ اور دلتا مشہد کرو
 اورا حالت سحر کی ہے کہ تیرے کا اداست از ان تیرے روزگار الہامہ اور دلتا مشہد کرو
 تے میکدہ و یک طور مقید نیست براہ وال فقیر شقت ہائے درد حق تعالی
 سلاقتش دارد

غیا

لور

وہ دن آتا ہے کسی کو نہ کوئی یاد رہتا
 افسوس ہے کہ تیرے روزگار الہامہ اور دلتا مشہد کرو
 ہماری خاک پر کہ تیرے روزگار الہامہ اور دلتا مشہد کرو

حاتی نہیں ہے اس تری فکر زلف رنج
 ہمنگب دلاور خاں اس پر با حقیقی مٹا
 دارد اکثر فرہنگے نامشردہ مرگدارد
 خط مرا اس نگار نے نہ پڑھا
 میں تو لکھا تھا ادسکو خط ہمنگب
 میاں محمدی بیدار از حواں روئے رات بچتے تھے
 باس کرد با متغیبات تمامہ سر برد
 حفا الماس گہر سے فروخت کرے ذرا
 میر گھانسی از ابدان نیز خیمہ تفتی است
 آجودا باغ ہوا در رزمہ گراں
 جیون تل کھری است عشاق غلصہ سک
 در رخت اہل بہ کہ عمارت اید و دارد
 سرخچہ و فارسی اشتغال اور دلیت سمن جی رخصت و سید
 سرسخت و دنا ہو اس یار کا
 از سوا آفتاب رائے اسم و بہری میراد تو زنی اع
 مفیدت ہو داز ہر جا کہ خیر ہم میرک ہو دوا
 تراب در اولی شہ تیہ کویہ و از ایتہ نہی گزہ
 و بیش لاختہ نمودہ ہمراہ او سکتہ نہت بہ نام
 جہاں رفت۔

نجم الدین سلام محاسن بود ستر رانیکوی همید ہم راه اسکا بزاد صعد رخسار
پورب آفت و اعلیٰ حیات سیرور

حدیث رعت تہم بار سے چوہہ درازی رات کی باری سے رعت
میتا تو قسم ہے نہیں تیر صبر کی سلیم میں بدو رخ تحمل نہ کھو
لالہ کاشی ناتھ موطن قصبہ ٹیالا سیر لودہ رائے پیکار سیت ارنامہ روزانہ
نرق مژدہ کرد

نجمہ دل کا اے طبع کربلا کر مدت سے ہے عین کا مہکھیا
میاں رمضان جو لان نکلس مرد عزیزے است در شہوہ کا نزاری خود را را
رشمو گاہ گاہ رسیل مدرت یک دو مصرعہ رجتہ مورد می کد

رہتے ہیں رات دن خفا تھیں جو میگے ہم سے تھیں کیا تہجیر
رم لڑکے کی ہی صورت کڑی راگ کی تلوار کیس نے گھڑی
محمد عارف روگردین خود ہند رنگ سورں اگشت نماست از پیویدہ بکار
سرستہ سخن سراشے بدست وے افتاد

ہزاروں ہی مارکی آدیں دلیں کمارف اگر زلف سے کیلج سمہ براس کے کھل سہا
حضر سے کہہ کہ اس سے ملے روہ عاریت ایم کھانا ہے
بسل آہنگ جس کوئی دارد اما از کم بھاعت ر کرد ماخر سیالی است یہ ہے کہ
دل او مراند لب اظہار ہی تو آمد آورد

بھوپنی رہ گیا بسل وگرہ ملا اپنے تیں وہ خاک حوٹیا
شاغل خود را شاگرد بکل گوید اناشور ار استاد سیار ر تراست

حداں غمداں میرا حاضر تو گراں گریاں ادھر گئے ہم
کہتے ہیں مسیح جس کے لب کو بادی اُسے دیکھ کر گئے ہم
لئے کو تو لے گیا ہے قاصد دل دھڑکے ہے کیا دیا ہے اسے

تجربہ

عاقل اُسے سگدہ نام مروے سیاہی بیستہ سوطن پنجاب از آستانِ یادِ قدیم
مرا صاحبِ است طبع موزوں دار و گاہ گاہ یک دو مصرعِ رشتہ نگر می کند
بہ پس ایسے کیا اُس کو جستِ قافل جب مر بس یہ جلاب میں صد گونہ سب
تختِ شکر ہے میان تیری کمر کا جھگڑا دل ہوا آنکھوں سے اب ست گریاں مہل
جب وہ کرا ہے اُن لبوں کا دھڑ عاقل ابوقتِ عمل اگلا ہے

سرت

عزالتِ امیر عبدالولی نام سوطن سورت مروے قافلِ دُعا عالم سارِ حقیقتِ آگاہ
شاہِ عزیزِ اندر سورتے است با خود آدمی طاہرِ تعمیرِ اطنِ تمول است در عباد
سلطنتِ فرا احمد دارِ اختلافِ تشریف داشت تا عروہ یہ در مراج او سر نہ
بود بلکہ برائے مناسبتِ اس طائفہ گاہ گاہ خود ہم دوسرے سورت موزوں تی کرد

نہ پوچھو یہ بگولا ہے مرلہ قولِ صحرائیں یہ حالِ حضرتِ محفل ہے ڈانوا ڈولِ حشرائیں
سداً رگل کہاں کر کر یہ سرنکی گائیں اپنے گئیں ہیں گئیں کہ تیر جلا کر خانائیں ایسے
جس خونِ گھٹو کو کھوں غفلت کی میر لیوے میں بختِ جنتِ سب کا افسانہ ہو رہا ہوں
دل میں زندوں کے پیچھولا ہوا عامہِ شیخ یارِ بس برہم سے یہ نہر کا کھر جاتے
بجزِ فاقہ تہائی آسرا سرا سو کیسی اے دوائے کوئی مراد
او کو بھی خبر کہ جیتا ہوں کسی باخواد سے سا ہو گا
نخلِ امید بیو فایوں سے دل سلامت ہے تو میل آیا

ایک قطعہ تیس بر تاریخ کہ بداریں مرقوم خواہ شد موزوں مودہ مع دیگر ایات
امیں فقیر آرد دراز چاکہ مادہ تاریخ مساست نام کتاب بود ما علیہ ہماں اسم
موسوم بود۔

فائق رکستہ جہتہ خدا تیرے نام کو کرنے سے ذکر خیر کے ہے موجب سجا
تاریخ اس کتاب کی میں نے کی جی تلاش میر خردے مجھ سے کہا خزان نکات
یکجا میرے دیر میں زاہد اگر آوے میں حالوں جو سجد کی طرف بیخ نظر آوے
حسا کہ تیرے کی باتیں تیرے پیغام کے صدقہ نہیں بسے کم لذت میں اس تمام کے
فصل گل میں سب نہیں ملیں گئی ہیں ہر دق ریکل کے اسکی از کی تحریر ہے
نامے میرے سے کوہ بھی ہو تو گل کے برا آہی دلی سے تیرے کچھ ر جل سکے

بیان

سلیمان بطریقہ میری مداحی تاں است ار مدو حال تا سر آغا رست باب سجدت
ادبی گزند جوں آن متا باں از نیرنگی یہم رنگاری در بردہ کسوف فاموازی
گردید این بابا چنڈے بلاطم حوادث ساختہ آکر کار کمارہ تالاب فرید آباد
اقامت گردید جو دھری آسنا ر کھیت حالت اطلاع یافتہ بلو کے کہ شایاں
حدث اشیش آمد جانیہ تا حال ملان فقر بہماں حالکاہ بیری مرد
تجسس ظالم سے ملا کچھ تو طاری دل کچھ بھی دھڑکا کیا ل بے طرادی دل
مغل بیگم زار تخلص از یاران میر محمد تقی است با وجود کم بضاعت نوشتہ
طرہ کلاش نلے از اندامیت

ہیں

ستہ ہر تھے جو اسے میری گلی میں اوس کے کوئی او بھی جو رو یا سمجھا کہ زار ہو کا
میاں مال محمدی نام صلش دار الحکومت تاجہاں آباد است مادہ صافیت

تحریر

میر عبداللہ شہر و شہسے است در دکن سہ از احاشل جبرندارم زبانی
میر عبدالولی کہ احاشل گشت معاوم میشود کہ شاگرد نیست
تجہ روین لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں جو رسید کیا ہے اوسکے ناک کو حس نہیں
میر میراں نیز شاعر دکن است این دو شعر بیام او۔ بیاض میر عبدالولی سطور
نوشته با قلم دیگر احاشل معاوم فقیر نیست۔

آہ گرباع میں وہ سرور خاں گزرے اشک قمری سے گلستان طبع ناں گزرے
س کہتے آتش عہد تیر درونی میری ماوک از ترا دل سستی سوزاں گزرے
میر عبدالرہمٰن شاعر از سر آماز آگے لقا فیہ سبھی مشغول است میش ازیں در
اہلی سسایہی بیشکی می گند اندرین ایام سابقہ آتشائے سادات انجبالطرف
امردہ رفت

نہاں بیکہ توں کا کیسا ہے دھنگ تجھ بن منہ سے اڑا ہے گل کے گلشن میں بگ تجھ بن
دہاں کل کئے پھرے ہے دہناں پر تو اپنے یہاں غلاموں کے سر پر تیرے ہیں نگ تجھ بن
ہرمت صدمہ تیرے ہیں خاک دھول میں ہے محض خانہ میرا سیال جنگ تجھ بن
اکثر ہیں دلفگار و لیکس بہ اعتد کتے ہیں میقدار و لیکس بہ اعتد
سوہا ہے تو نے قتل مرا غیر کتیں ہوں تو گنہگار و لیکس بہ اعتد
گھر باجان دال میں اس برٹا دیا کرتے تو ہیں نتار و لیکس بہ اعتد
باتھے ان جا توں کھل کھل جاویں گے ہم یہ گریباں دامن صبر کو دکھلا دیں گے ہم

خواجہ اکرم مرے است نیکو سرشت اکثر رقعات بر دیہ میر حقیقہ بر طراز
دگاہ گاہ غزل ریختہ نیز مکر می کہ دیوں نوشتن این بیاض اوراد تو نے حاصل شد

فواد اکرم

واحلاق پسندیدہ الصاف دارد اور در سخن طرزی مخصوص است و
از آنجا که شعر خود را نظر شاه قدرت اللہ خاں می گذارند سیر تو صحت آن نگاہ
زمانہ آتش شوق یکاست باطنش حلوه افروز۔

اتنا میں سر کے دل سے ترسے دور ہو گیا
اک دن بھی کہے تو نہ سرگور ہو گیا
اٹل کرے گا کبیں گالی کا اسکی تنگ
اس بے ادب کا کہ تو نہ ہو گیا
حلوہ کرنے در سے ہی میں تو لے جانا تھا
دیر بھی دیکھا تو تیرا حاصل نہ تھا
حال کہنے کی ندی گریں نہ وقت رات
آج پھر کہو اسے مال وہ کسا افسانہ تھا
غلط کہے ہیں کہ شوق نیست تہا
کرے ہے کامحت موز نہ کر تا
تو سے مل کے گناہ ہے نہ دل اٹل
یہ کافر آقا کا بھی ڈر نہیں کرتا
مالہ کو ہم نے صبط کیا ماضی تو کیا
ممنہ سے نور ک پھیا یا یہ حائر کا
ان کی طرح گرا جب تو پھر اوٹھنا معلوم
میں وہ افتادہ ہیں میں کہ بہنیل جاؤنگا
کیوں لگے ہے مجھے ہر گھڑی لینے گھر سے
میرے ہنسنے سے تجھے کیا ہے نخل جاؤنگا
عیر کے پاس کھڑا تھا میں کہا جا بہاں سے
کہنے لگا کہ تجھے کیا ہے بے مل جاؤنگا
تو تو مجھیر ایک دم غصہ ہو بھر سوتا رہا
شمع کی مانند ساری رات میں قمار ہا
تہ تممت تو مجھ دیدہ سے دور رہا
تو بہتر ان آنکھوں سے ہے کوہر متا
اگر ایو میں اس کی گریاں نہو دیں
الہی ان آنکھوں میں ماسور رہتا
میاں تو اس آزار سے دور رہا
معلوم کہ ہیں دل عمھواری کی خبر
ذرا ایسے ہمارے دور رہا
مازار یوں کو تجھے کچھ کہا تو کیا
کیا جائے کہ کیا ہے سیریا کی خبر
کپ معتر ہے کو یہ وہا زار کی خبر

حلق گیس تھ کر کہ تو سنیہ و نگار
 کہ ترا اس میں نام ہوتا ہے
 عشق ہے خوب نہیں لاتی بھی جلدی
 رکھ تو لے تو گرنا کہاں ہوتا ہے
 آنسو جھرتی تند جانی مان
 ورنہ تجھ ما تو وفا دار کہاں ہوتا ہے
 ہر سبیل کس کے جس ہے یہ بقیہ رہا
 ماما اس دل میناب کا کچھ دعا ہے
 آنسو کیا بنے اگر آہنہ کو
 تجھ سے خانہ خراب کیا ہے
 ماما میں ہے جو کوئی الاں ہی تجھ سے
 ہاتھوں سے تیرے تلوٹاں کہاں کر رہا ہے
 میرا دنگار علی سید مخلص دانتے است
 سیاہی سببہ ارسادات قصہ ہا پڑ
 کہ تہو ر ضلع میوات است طح موزوں دار
 دار الترعول ر بختہ فکر کردار شاہ
 متصل حق خانہ ما شہد متہ اتفاق ملاقات
 سنا می تو خدات ر مندہ دارو -
 در کہ واسطے صدا دیکر اب تو دالم پیا
 کہ گلتس سے لیا ہے تو ط خاطر خواہ کیا
 نو تیں باقی ہیں لی تہیہ آتی ہے ہار
 دیکے کیا لانا لگو د اس کے لاتی ہے ہار
 کجا اب سید کریں دل کی شرم تے
 میرا دل گئی روکھ تو کے بھر پور
 کھا کہوں اپنی یہ سخی طالع سے کہ چند
 آتا ہے مرے ویرانہ پر وور
 میاں سرمایہ بینی مجلسی کا
 ہی اک ل تھا سو تری طبع
 اور جبر میان غلام حیدر خلوت رستہ سید
 حضرت مرزا صاحب است طح سلیم و فہم
 در مسد دا و اگر و سال انا از کوئی والا
 جتہ کیرا درک روستہ اصلاح نیرور
 عامر اس کے تری خوشی دیا گیا
 جو کوئی نہ تویر ہا شہد زادی
 تو کیا کیا بہر شہد ہا کر لیا
 رستہ نا او پور کو سیر لیا گیا
 الہی شوق رستہ رستہ دا چہ ہا رستہ
 رستہ ہا رستہ ہا رستہ ہا رستہ

۲۰

۲۱

تہا سے فن سخن میں ہر دست
ہر میں فضلہ تعالیٰ منتا
از اینجا کہ خلاصہ طعنتیں باطل فقر و فنا غمت
فقر و موافقت نیت حاس دار و آہی
موافقت استعدا و از غمت کو من بصرہ اس باو۔

جستجو سے بخوشی ہا ہا اٹھایا ہم نے
ور کس جیر کو ڈھونڈھا کہ نہایا ہم نے
عشق کے غم سے کوئی عیش مقدم نہ کچھ
یہ عجب طرح کی تادی ہے اسے غم نہ کچھ
حان تو حاضر ہے اگر چاہئے
دل نکھینے کو جگر چاہئے

آرام رائے بریم ناتھ نام طبع الرستید رائے بن ماتھ اروم کھتری است
ظاہر حالش چون طبیعت خویش موزوں و سوزوں نے طمس ارحوبے ظاہر افرول
خطا طبعیے نظیر و کما نثار عدیم المثال است والد شرفش در بیگاری دیوان اس
دار و جوں این عزیز را در سے معاملات از خود دیدہ و حسین حیات ملی عہد
خویش گردانیدہ است غزل فارسی بکمال تازگی و پر کار سے فکر کند و گاہ کا و یک دو
بیت ریختہ نیز سر انجام دہد۔

ان بون سخن کا بیٹھا لگے ہے جی کو
خاموشی ان لوگوں کی گپ چیر کی ہو شکاری
استشمالحے از سخن طاری آشا است بعضے اشعار از نتائج فکرش ہم رنگ
و تہ دار بر می آید۔

جو کوئی چشم تر نہیں رکھتا
در و دل سے خبر نہیں رکھتا
کس طرح دل میں جا کر وہ اس کے
مالہ سیرا اثر نہیں رکھتا
آستہ کے تو حال سے ظالم
اک ذرا بھی خبر نہیں رکھتا
کبھی تو مہرباں ہو ہم پر کب است
کہ آخر ہم بھی ہیں بندے خدا

شمع سر دھسی ہے گر گریا ویر دانہ کُش
ر رہے ایک ہی کعبہ دست خالی میں
آخر ایک ن وہی ٹھکانا ہے

ہم زرداغ سے جبکہ خریدار ہوے
کیا دانتے نہیں ہو میان طح سے ہے
اس آہ کا اعتبار دیکھا

جس طرح کس آس میں ہوا تباہ کا
ابھی چوٹ مایہ رلف سے دشوار ہو گیا
جس کے حکم سے تیر کھ یار ہو گیا
جیب مل گئی یہ آنکھ میں باجا رہا ہو گیا

گھانا تباہی حرات وہ پیرا ہوا
نشان ضرر ایسی بھلا ہو ہے بیکار رہی
سو درم بہاں تو کئے یا تو ہنسیا تھا
تھکے ہوا دوسرے کان سے اجوار رہا

دہ آقا کیل حلوہ گر نہیں
ہاں کھنار سے کسی کو خبر نہیں
رکھتا لیکن زالی ہی کھو لپے راہ
ارٹھیاں گرا ہوا کس ناسرت

نکلا ہوا نام و رکھر سے
نکلا ہوا نام و رکھر سے

سفا در سہم باؤ سے ہوا نہیں اکل ہم
تیج کچھ فرق ہے تیر سے ہوا نہیں اکل ہم
کھوں کر گرا ہے رستہ زاری

کس گل از سنے اراہ میرا اراہ
دھو ہوا کیا حال ترا اراہ میرا اراہ
کل دل دانا مکر کے آہ

سفا خاں گروہ ہم میں راتوں کی سے
ہے تیرے تولد ہر سچ میں گرافا ہو گیا
تیرے ہوائی شمس تیری تیر کا وہی
دینا تو دل آہ کو مقصود تھا دیکھا

ایسے فراح بھی کہیں دیکھیں ہیں باوا
ہر دم سر وجود لہو نیکی گروہ تھا
کو جو شمس کی ہے اجمل لکھا

لکھتیر ہیں نہا ترقی مجھے کہ آہ
اپنی جہتیم کتیرا باہ نظر نہیں
سن بل یا تیرے بھول متدکین

اندیشہ کیا زیادہ ہم سے ہوا خوار کے
جوں تکتہ پیرا ہوا نہیں
آہ کا یہ یہ دھڑا ہوا نہیں

راستی وہ ہو کے راستہ میں پھل گیا
اتنا تنگ ہو کر رہنے سے یہاں نہیں
تھے کھولے میں یا انگیوں نے گناہ میں
اکدم تیرہ رشت کی نہ ہم ایوانے چل
نخل زن ہے ہمت داغ انا
یہاں تک اور خوش رفتہ ہوں کہ بدم
ساتھ مجھے کی اگر مرد و عاکی ہم نے
عقد ویر عقدہ کے حرج نے مینوط اگر
ڈر ہے اس وقت کا ظالم کہ اہل ستہ
در و نے دلی ہر سوئے تعادت نکلیا
نہ گنتی یاری بہ کر گئی ایسی نہ دارائی
سختو کہراب بیتاب کم راغ و حلت و
نیکو ہمد شعش روز بروز در ترقی است انشا تعالیٰ بر ہم تا نواں مینی روزگار
در اندک مدتے بہار فکرت رگے دیگر میا خواہد کر ما فیہ قدم دوستی دارد او تعالیٰ
بر عمرش بفسنداید۔

عقا جیسا تھا دام تانین نکل گیا
یہ ہی نہ تیغ گرہ گیا آج کل گیا
ل را ہے وہ تلخ یانے کے ہر ایک گناہ
عمر صد سالہ گولہ فکر ام نہ گناہ
سمجھ نہیں جانتا چسراغ دنیا
آیسا کرتا ہوں یہ سچ ایسا
عصو کر عفو کہ اے تیغ خطا کی ہم سے
اک گرہ رستہ معصومیت داکی ہم سے
س گھڑی و بفلک ہو کے دعا کی ہم سے
ایسے سے گنتے ہی دار و دودا کی ہم سے
ہو سے ہم عرف دریا رگڑی حسد و کراہی
وہر ستارہ رگڑی شخ ربط کلام
نیکو ہمد شعش روز بروز در ترقی است انشا تعالیٰ بر ہم تا نواں مینی روزگار
در اندک مدتے بہار فکرت رگے دیگر میا خواہد کر ما فیہ قدم دوستی دارد او تعالیٰ
بر عمرش بفسنداید۔

نہ ہے باغ جہاں میں کھو آرام سے ہم
اپنے بہب میں ہو ایک شرط طق خلاص
گو کہ کچھ لطف کے قابل دل رنجور نہیں
فصرت دیکھائیں در کلبہ ویش بھی یہاں

بھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام ہے
کچھ غرض کھرتے رکھتے ہیں یہ اسلام ہے
پر تیری بندہ نوازی سے کچھ دور نہیں
ہر اس کوئی خانہ نہ از گوہ نہیں

آیا کھڑی ہو جس میں اپنی تمام عمر
 عشق میں ایسا زربہ نہیں
 بت۔ رہتے ہیں کار حضرت حق
 دل کو کہیں پہنچی میں گمنا کر کیجئے
 آرا گاہ ہے جی کتیں دیکھئے وفا
 با آسانہ بول سہی راہی
 دکھ۔ بے اس قدر وفا کتیں
 ایسی غرض کو ہم تو پہی کچھ نہیں گے ملک
 بسکہ اپنے القاب سخت سے دے تہم
 کل کا عذا اگر گماھی اون نے اے محرم تو کیا
 ایک سہ کوئے زلف سو سرتبہ اے وفا
 لو بہت ہم فراق میں پہنچی ہے حال ملک
 اُس کو منظور یہاں سے جانا تھا
 دل نہ کرنا تھا اس طرح سے حرا
 پھول بہت لب دیا خود دیکھے ہوں تو
 کت ایسی نہ ہونے بے وفائی کا ہے
 عدم کے طائفے کر اچھے ہے عرا کے
 عیجے ہے یک لکھا یہ دل کس وفا
 سال لہاؤں کے کہوں میں وفا خلو سے

بیاری وفا بھی ہونے متا نہ گیا
 حاکم ایسے ایسا رہے محسوس
 شمع ملک دیکھ اعتقاد ہنوز
 یعنی کسی صفت میں نہیں بیار کیجئے
 کیا چیز ہے کہ درست سے لکھ کر کیجئے
 کہ غافل کیا بھروسہ ہے نفس کا
 عاقبت وہ بھی جان رکھتا ہے
 ہوتی ہے گالیوں سے تہاری باں سرا
 ستر گل ریمی لریاں ہی قدم دھرتیں ہم
 بیاں تو مینا بی سے دل کی آہی تریں ہم
 ہم آہ کس طرف کتیں لیں سراغ دل
 ظالم شکیب صبر بھر آخر کہاں نکلت
 گر یہ میرا نقطہ بہانہ تھا
 ماقبت وہ نہ تھا نہ تھا
 ساتھ آسم کے ہیں بیاں قطر خن ماں رواں
 ہے وفا آٹھ پر کوئی دولاں رواں
 کہ کوہ اودھ ہی کہ بہتر رہتا ہوا
 لینا ہو گر تہیں تو کچھ آتما گراں ہیں
 بی دھرتیاں ہے کہ کوئی لبس دیا ہم

ترجہ نہایت تک یہ زارہا
خدا کسی کو گرفتار نہ لے گا نہ کرے
ریت سہی یار نہ کر و گیت شہی ہے
نصیب میں کسی کا فر کہ یہ مانہ کرے

رباعی

یہاں کے ہم اپنے مدعا کو بھولے
دیبا کی تلاش میں گولے
اہل مل عیروں سے آشنا کو بھولے
اس مں کی طلبہ تیر گویا کو بھولے

نہی

آوردہ افواج جرائم فقیر و فقیہ قیام الدین قائم ہر حیدر با ستہندگان قصبہ
چاندیور است اما ربہ و مقور تا بایں حال تو سل کو گری بادست ہے یار الخلفا
شاہجہاں آباد گذارندہ وایل و نہارہ فتنہ سے مسامتہ صحرایہ سحر خوار علی
مقہ اس سرسبز و دیر ایام کہ نہ شستہ سکا ستظام مردمادشاہت برسد اقلہا
مذکرات ارہم کجست و ہر کجے جوں لاسے آباد کر خاکہ بدلت افتادہ رو بہر
بہارہ اردنا چار ملک بے اختیار اداہ سفر مرلے اقامت بالیہ اند و سرستہ
راہیہ است انکاستہ مسعمہ است کہ لے اردو زماچہ اعمال اورہ جمہ از حریدہ
احوال ہر کدام بقید ظلم در آورہ در حالت بیدائی اسیس تہا ہا ہمارہ ما بچہ
جایہ یارو کہ پیشتر ترقیم ابیات و تصحیح حالات بخوان متفہم ہر حال یہ کر و
ایں طے مسان نہارہ میوندیدیں ایما تہ مجوسہ بنظر ارباب بصیر طوہ گری بختہ
ادب و تالی این سامیہ زباں را بدست آرد و مندہر جنس سخن اندازد و از حتم بد
ما فہم مصون و استہ بختہ خط جایت و بن محمولہ دار و

ارب این آرزو ہن چہ خوش است تو بدیں آرزو مرا برسان
سچو انہم کہ با وجود اندازہ اغرہ یا اسکتکتاب خویش نہ پروازم دل ہوں بیار

۵ دل سے طوفان گرہ اٹھے نہرا
 ہم نے یہ ایک قرہ کو تر نہ کیا
 یائے دیوار دوست کیست
 ہم نے کاٹے پر مار نہ کیا
 بیخ گرداب کی طرح ہم نے
 گھومتے ماہر کھوسھر نہ کیا
 کار و مایا بڑا بہرہ کے ہاتھ
 حسب کہ ہم نے یہ درد نہ کیا
 دل نہ دنیا ہی خوب تھا پر حیف
 ہم نے یہ شوخ میشت نہ کیا
 بارہا دل گیا اسی رہت
 یہ تقید میں چشم تر نہ کیا
 بارہا دل گیا اسی رہت
 دوس کیا دیکھئے جو ر کو قائم
 سدا گھر کا میں آپ در نہ کیا
 ٹوٹے جو کس کو لسی یہ حالت غم ہے تیج
 کچھ قصہ دل نہیں کہ بنایا یہ جلے گا
 آہے آہے بھی توقع غلط کہ ناخن فلس
 کبھی نہ کھینچتے دکھا میں جارہا ہی گھا
 کہاں ہیں دیدہ گریاں کہ اب قید عمر
 کریں علاج ہم اس ای رو سیاہی کا
 خاک جڑے تو زرا فی کو لے ہے اقبال
 وہ دل گئے کہ ارادہ تھا مادہ سلامی کا
 میں نہ وہ ہوں کہ مکس نصیب میں آں کا دکھا
 ہم نہیں کچھ تو قریب تھا تو رب با نسی کی
 دل میرے ضعف پہ کیا رعم تو کھاتا کہ نہیں
 یہ لڑس کو چے کی کرتا ہوں کہ حریل جہاں
 آپ جو کو چے سے تیجے جائیگا
 ال کہاں تک ٹھکے چورے
 خن منطامہ موج کے لگے
 کچھ سمجھ کر ہی بھیر آئے گا
 تجھے اب دل ہی کو اٹھاتا گا
 جگے لولا کہ بس اب گئے میں جل جاؤنگا
 جہتے بہتے کہیں تو جاے گا

تنت باخیر

را اریں اندیشہ حصول حالی سارم یہ نور کجوم در برابر ماہ تاباں معدوم است
و جلوہ درہ کھنور حورشید رختاں معلوم اما حکم کلبہ استا کہ نعت است۔
دار بایں لولہ صدف نیز بہت درختے بلند اس دریاچہ پست

جسارتے بکار رفت تقایم۔

دل لیکے اس کے رفت میں ام رہ گیا

جھگڑے میں ہم سادی کے تھک چکے آ

نترت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کند

نئے تھ پہ وہ بہا ہے آریہاں دل

لے آریہاں گریہ میں جنت جنت تھا

کھلی نگاہ گرم مٹی گلشیر لے نیم

کیوکر کہوں کہ سست کیا کسے میرا دل

بھیر کے حتمی نظر کر گہ سا

خاک کا سا ڈھیر سر رہ ہو نہیں

جون شر کا عدا آتش زدہ

جلوہ کس مایہ نہیں اس بیت ہر جا نیکا

حیوڑ تہا مجھے یا رسا نہر کیوکر گدیری

عار ہے ننگ کو مجھ نام سے بمان آ

ٹکڑے کپ غم نے یہ عکس نہ کیا

ریش حرکت کہ ہوئی شام گیا

مقصود تھا حوالے میں کام رہ گیا

کچھ در اپنے ہاتھ سے حیا رہ گیا

کہے گو سیک بد کے ایک الہام رہ گیا

جو قطرہ اشک تھا سوطاں میں تھا

شب نیم سے برگ گل اب تھا جنت تھا

تھا ایک چراغ گور سو وہ بھی جوش تھا

تیر سا کچھ دل سے گذر کر گیا

تا دلہ عسمر سمر کر گیا

شام غم اپنی میں سمر کر گیا

یہ ریتاں نظری جرم ہے مینائی کا

غم نہیں آٹھ ہر مقامی تنہائی کا

کام نہایت کہاں تک مری ریتاں کا

نیکانالہ ہم نے یہ کیا

سائنس

ادھن برقی اُردو کا سہ ماہی رسالہ

حس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اُردو زبان میں مقبول کیا جائے، دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی نئی بحثیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہوں یا جو جدید انکشافات و ترقیاتی فوٹما ہو رہے، اُن کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ان تمام مسائل کو حتی الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سے اُردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں دوسلی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے۔

سالانہ چلندہ آٹھ روپے سکہ انگریزی (سورویہ چار آنے سکہ عثمانیہ) آمہد ہے کہ اُردو زبان کے مہی خواہ اور علم کے شائق اس کی سرپرستی فرمائیں گے۔

انہن برقی اُردو اورنگ آباد (دکن)

اردو

یہ الجھن کا سہ ماہی رسالہ ہے جس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے اور معتقدانہ اور تلافیدی مضامین درج ہوتے ہیں ہندوستان میں بھی ایک خالص ادبی رسالہ ہے جو اس اہم خدمت کو خاص حیثیت سے انجام دے رہا ہے۔ اردو مطبوعات اور رسالوں پر اس کے قیصریہ امتیازی شان رکھتے ہیں۔

جلدہ سالانہ مع محصول تاک آٹھ روپیہ سکے انگریزی

[نو روپیہ سکے عثمانیہ]

الہ ————— ش ————— تہرہ